بسم اللہ الرحمن الرحیم

ماہنامہ انوار مدینہ

شمارہ : ۷	رجب، شعبان ۱۴۳۱ھ / جولائی ۲۰۱۰ء	جلد : ۱۸

سیّد محمود میاں	سیّد مسعود میاں
مدیر اعلیٰ	نائب مدیر

بدلِ اشتراک

پاکستان فی پرچہ ۱۷ روپے......... سالانہ ۲۰۰ روپے

سعودی عرب، متحدہ عرب امارات..... سالانہ ۷۵ ریال

بھارت، بنگلہ دیش .... سالانہ ۲۰ امریکی ڈالر

برطانیہ، افریقہ .... سالانہ ۲۰ ڈالر

امریکہ .... سالانہ ۲۵ ڈالر

جامعہ مدنیہ جدید کا اِی میل ایڈریس

E-mail: jmj786_56@hotmail.com

fatwa_abdulwahid1@hotmail.com

ترسیلِ زر و رابطہ کے لیے

دفتر ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

اکاؤنٹ نمبر انوارِ مدینہ MCB (0954) 7914-2

فون نمبرات

جامعہ مدنیہ جدید : 042 - 35330311

خانقاہِ حامدیہ : 042 - 35330310

فون/فیکس : 042 - 37726702

رہائش ''بیت الحمد'' : 042 - 36152120

موبائل : 0333 - 4249301

مولانا سیّد رشید میاں صاحب طابع و ناشر نے شرکت پرنٹنگ پریس لاہور سے چھپوا کر

دفتر ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور سے شائع کیا

اس شمارے میں

حرفِ آغاز		۳
درسِ حدیث	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۵
مدنیؒ فارمولا	حضرت اَقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحبؒ	۱۲
انفاسِ قدسیہ	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحبؒ	۲۶
ختم بخاری شریف کی مختصر رُوداد		۳۳
سالانہ اِمتحانی نتائج دورۂ حدیث شریف		۳۴
تربیتِ اَولاد	حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانویؒ	۴۱
حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا	حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحبؒ	۴۳
خانقاہ سراجیہ میں منعقدہ رُوح پرور تقریب.....	جناب عبدالرحمٰن ضیاء صاحب	۴۶
اِسلام کی اِنسانیت نوازی	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری	۵۱
ایک اَور مرزا غلام اَحمد قادیانی	حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب	۵۳
گلدستۂ احادیث	حضرت مولانا نعیم الدین صاحب	۵۹
شب براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور...		۶۱
دینی مسائل		۶۲
اَخبار الجامعہ		۶۳

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ آغاز

سیّد محمود میاں

نحمدہٗ ونصلی علی رسولہ الکریم اما بعد!

گزشتہ ماہ راقم الحروف حجازِ مقدس کے سفر پر تھا ۲۰؍ جون کی بات ہے مکہ مکرمہ میں صبح تین بجے حرم شریف جانے کے لیے اپنے فُندق سے باہر نکلا ہی تھا کہ دیکھا کہ کچھ لوگ سہمے ہوئے پُرتجسس انداز میں کچھ دیکھ رہے ہیں میں نے بھی اِس طرف دیکھا تو تین چار سعودی پولیس والے ایک نوجوان پر قابو پانے کے لیے اُس سے گتھم گتھا ہیں مگر مظبوط جسم کا پُھرتیلا غیر عرب نوجوان ہر بار اُن کے قابو سے باہر ہو جاتا اُس کی آخر دم تک سرتوڑ کوشش رہی کہ کسی طرح اُن کے چنگل سے نکل بھاگے مگر ایسا ممکن نہ تھا بالآخر ایک پولیس والے نے اُس کو ٹانگوں سے پکڑ کر اُٹھایا اَور زمین پر گرادیا مگر سخت جان نوجوان اپنی سی کوشش سے اَب بھی دستبردار نہ ہوا۔ بہرحال کسی نا کسی طرح پولیس نے اُس کو قابو کر کے ہتھکڑی لگائی اَور پکڑ کر اپنی گاڑی میں بٹھا دیا۔

اِس سارے واقعہ میں جو بات قابلِ ذکر ہے وہ یہ ہے کہ ملزم کی شدید مزاحمت کے باوجود پولیس نے اُس کو مارنا تو کجا مارنے کے اِرادے سے اُنگلی بھی نہ لگائی اَور نہ ہی کسی قسم کی گالم گلوچ کی، البتہ اُس کی مزاحمت توڑنے کے لیے جو ضروری اقدام کیا جانا چاہیے تھا بس وہ کیا اَور کوئی ایسی چیز نہ کی جو اُس کی عزتِ نفس کو پامال کرتی بالکل اِس طرح جیسے جانور کو ذبح کرنے کے لیے پچھاڑا اَور باندھا جاتا ہے مار پیٹ نہیں کی جاتی۔

اسلامی قوانین میں بھی اِس بات کا خیال رکھا جاتا ہے اَور عقلِ سلیم بھی یہی کہتی ہے کہ جب تک کسی کا جرم ثابت نہ ہو جائے اُس کو سزا نہیں دی جاسکتی اَور جرم کا ثبوت اَور عدمِ ثبوت عدالت میں ہوتا ہے پولیس کا

کام صرف اِتنا ہوتا ہے کہ جس پر اِلزام ہے اُس کو پکڑ کر قانون کے حوالے کرے اَور اپنی طرف سے اُس کے خلاف کوئی تادیبی کارروائی نہ کرے جبکہ ہمارے ملک کے کالے قوانین میں پولیس ایک بدمست ہاتھی ہے جو کالے قانون کی سیاہ چھتری تلے جرم ثابت ہونے سے پہلے ہی کسی بھی شریف شہری کی عزت اُس کے عزیز و اَقارب اَور اہلِ محلّہ کے سامنے پامال کرتی پھرے اُسے لاتیں گھونسے رسید کرے گندی غلیظ گالیوں سے نوازے جبکہ بعد میں جرم ثابت ہونے پر عدالت اگر اُس کو کسی سزا کا مستحق قرار بھی دے تو یہ سزاء بسا اَوقات پولیس کے ہاتھوں ملنے والی سزا اَور رُسوائی کے مقابلہ میں بہت کم ہوتی ہے اَور کئی بار ایسا بھی ہوتا ہے کہ عدالت بعد اَزاں ملزم کو باعزت بری کر دیتی ہے لیکن اِس بے قصور کی بلا وجہ سرِ عام پولیس جو تذلیل کر چکی ہوتی ہے اِسکی کوئی تلافی نہیں کی جاتی اَور نہ ہی پولیس کے خلاف حد سے تجاوز کرنے پر کوئی کارروائی عمل میں لائی جاتی ہے۔

بندہ نے زندگی میں پہلی بار اسلام کے اِس عادلانہ اصول کا عملی مظاہرہ دیکھا کہ پولیس ملزم کی طرف سے سرتوڑ مزاحمت کے باوجود صرف اِتنی کارروائی کر رہی تھی جس سے اُس کی مزاحمت ٹوٹ جائے اَور پولیس کی حراست میں آجائے۔

ہمارے ملک کے کالے قوانین پانچ ہزار میل دُور سے آنے والے غاصب فرنگیوں کے بنائے ہوئے ہیں جو ہم ہندوستانیوں کو اپنا غلام تصور کرتے تھے لہٰذا مسلمانوں کی بادشاہت کو ختم کرنے کے بعد ہمارے عدالتی نظام کی جگہ اپنا ظالمانہ عدالتی نظام قائم کر گئے تاکہ اِختلافات کا تصفیہ ہونے ہی نہ پائے اَور نسل در نسل طول پکڑتا چلا جائے تاکہ ہم مسلمانوں کی تمام توانائیاں اِن جھگڑوں ہی میں صرف ہوتی رہیں اَور ہمیں کبھی ترقی نصیب نہ ہو ستم بالائے ستم کہ انگریز تو چلا گیا مگر مسلمانوں ہی کے اَندر اپنے ایسے وفادار دَغا بازوں کو چھوڑ گیا جو ''کالے کوٹ'' کو ''مقدس کوٹ'' کا عنوان دے کر فعلِ کفر کا اِرتکاب کر رہے ہیں۔

اللہ تعالیٰ اِس قوم کو شعور دے تاکہ کافروں کے بنائے ہوئے کالے قوانین کو مسترد کر کے اِسلام کے عادلانہ نظام کو اپنا کر دُنیا و آخرت کی کامیابیوں کو حاصل کرے۔

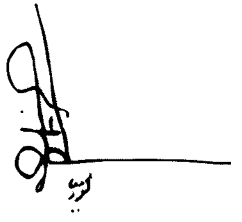

مولای صل وسلم دائما ابدا — درس حدیث — علی حبیبک خیر الخلق کلہم

حضرتِ اقدس پیرو مرشد مولانا سید حامد میاں صاحبؒ کے مجلسِ ذکر کے بعد درسِ حدیث کا سلسلہ وار بیان ''خانقاہِ حامدیہ چشتیہ'' رائیونڈ روڈ لاہور کے زیرِ انتظام ماہنامہ ''انوارِ مدینہ'' کے ذریعہ ہر ماہ حضرت اقدسؒ کے مریدین اور عام مسلمانوں تک باقاعدہ پہنچایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ حضرت اقدسؒ کے اِس فیض کو تا قیامت جاری و مقبول فرمائے۔ (آمین)

علاقے فتح کرتے چلے گئے مگر اِقتصادی مشکلات پیدا نہیں ہونے دیں
اَزواجِ مطہرات رضی اللہ عنہما کا دو دو ماہ پانی اَور کھجور پر گزارا
صفہ کے طلباء اور اَزواج کا صبر اَور اللہ کی طرف سے فتوحات
این جی اَوز کی طرح کافر بنانا ۔ وڈیرا اَبولہب چور نکلا

﴿ تخریج و تزئین : مولانا سیّد محمود میاں صاحب ﴾

(کیسٹ نمبر 62 سائیڈ A 1986 - 10 - 03)

الحمد للّٰہ رب العالمین والصلٰوۃ والسلام علٰی خیر خلقہٖ سیدنا ومولانا محمد وآلہ واصحابہٖ اجمعین امابعد !

ایک شخص جنابِ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اُنہوں نے عرض کیا اِنِّیْ مَجْھُوْدٌ میں محتاج ہوں پریشانی میں ہوں۔ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے اَزواجِ مطہرات کے پاس بھیجا (آدمی تاکہ) اِن کے لیے کوئی اِنتظام ہو جائے کھانے کا، جواب دیا زوجۂ مطہرہؓ نے کہ میرے پاس تو پانی ہے پھر رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم نے دُوسرے گھر پیغام بھیجا یہی، دُوسری زوجۂ مطہرہ کے پاس اُنہوں نے بھی یہی جواب دیا وَقُلْنَ کُلُّھُنَّ مِثْلَ ذٰلِکَ سب نے اِسی طرح کا جواب دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ کسی کے پاس بھی کچھ نہیں تھا، یہ تو ایسے ہے کہ جیسے حضرتِ عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں اَیسا حال ہوتا تھا کہ ہمارے گھر میں تین چاند ہو جاتے تھے اَور آگ نہیں جلتی تھی تو دو مہینے میں تین چاند ہو جاتے ہیں

یعنی دو دو مہینے، اُن سے پھر وہ پوچھتے ہیں اُن کے شاگرد کہ پھر کیسے گزارا کرتے تھے آپ، خوراک کیا ہوتی تھی؟ اُس میں اُنہوں نے فرمایا ہے کہ پانی اَور کھجور، یہ ہوتی تھی (خوراک)۔

رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کا ایک دَور تو وہ تھا کہ جب تھا ہی نہیں کچھ بھی پھر وہ بدلنا شروع ہوا اَور فتوحات شروع ہوئیں جہاد کی، پھر علاقوں کی فتوحات ہوگئیں لیکن رسول اللہ ﷺ کی حیاتِ طیبہ اَور گزارے کے طریقے میں کوئی فرق نہیں آیا اُس دَور کا اَندازہ یہ ہوتا ہے کہ غربت عام تھی بہت زیادہ تھی لوگوں میں۔

سچے غریب پرور :

تو رسولِ کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پاس جو کچھ آتا تھا وہ سب آپ تقسیم فرما دیتے تھے اَور یہ بھی نہیں کہ کسی کو ضرورت نہیں ہے وہ جھوٹ موٹ لے جائے، نہیں تھے ہی ضرورت مند بہت زیادہ۔

این جی اَوز کی طرح کافر بنانے کی ترکیبیں، سرداروں وڈیروں کا رویہ :

اُن میں جو متمول تھے جو سردار تھے وہ صحیح طرح سرداری کے فرائض نہیں اَنجام دیتے تھے بلکہ جسے آج کہا جاتا ہے غریبوں کا استحصال کرنا وہ کرتے تھے وہ لوگ۔

یہ عاص بن وائل سہمی (سردار) نے ایک چیز بنوائی لوہے کی تو حضرتِ خباب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اُس زمانے میں لوہے کا کام کیا کرتا تھا میں نے بنا کر وہ دی اَب جب میں اُس کے پاس پیسے لینے پہنچا کہنے لگا کہ میں تو نہیں دُوں گا جب تک تم رسول اللہ ﷺ سے اَلگ نہ ہو اَور اُن کی نبوت کا اِنکار نہ کرو میں تو نہیں دُوں گا پیسے، اُنہوں نے کہا کہ میں تو رسول اللہ ﷺ پر اِتنا اِیمان رکھتا ہوں کہ تو مر بھی جائے گا پھر دوبارہ زندہ بھی کیا جائے گا پھر بھی میرا اِیمان اُس وقت تک بھی اِسی طرح رہے گا۔ اُس نے کہا کہ اچھا مرنے کے بعد میں اُٹھوں گا بھی دوبارہ، دوبارہ اُٹھنے پر بعث ونُشور پر قیامت پر اِیمان نہ رہنا یہ اُن میں تھا کافروں میں، یہ پہلے بھی رہا ہے اصحابِ کہف کے زمانے میں بھی، سورۂ کہف میں اِس کا ذکر بھی ہے اَور اصحابِ کہف کو اللہ نے نمونہ بنایا ہے اُس قوم کے لیے کہ وہ اِتنے عرصے بعد دوبارہ اُٹھ کر پھر آئے، اِن کا دَور جو ہے وہ حضرتِ عیسیٰ علیہ السلام اَور جنابِ رسول اللہ ﷺ کے درمیان کا دَور ہے اَور قصّہ یہ بنتا ہے اَرضِ رُوم کا، ترکی کا بنتا ہے بظاہر یہ سمجھ میں آتا ہے ترکی کا ایک حصّہ ہے رُوم کہلاتی ہے وہ سرزمین وہاں ہے یہ، اِن کا بادشاہ تھا اُس زمانے میں دقیانوس (نام تھا اُس کا) تو اَب بھی (اُسی کی مناسبت سے) کہہ دیتے ہیں یہ

دقیانوسی چیزیں ہیں یہ کیا ہیں، بہر حال وہ فلسفی تھا وہ نہیں مانتا تھا دوبارہ اُٹھنے کو، بت پرست تھا فلسفی ہو اَور بت پرست ہو اَیسے مِل جائیں گے آج ہندوؤں میں سائنسدان بھی ہیں فلسفی بھی ہیں سب کچھ ہیں اَور بت پرست بھی ہیں۔

تو (اصحاب کہف نے بادشاہ اَور درباریوں کے سامنے) تقریر جب کی اَور اُس کا اَثر زبردست پڑا تو خداوندِ کریم نے اِن کو بچالیا ایک غار میں جگہ دِلادِی وہاں اِن کی حفاظت کا بھی سامان فرمادیا اَور ایسا عجیب سامان ہے جو قرآن پاک میں آتا ہے کہ لَوِ اطَّلَعْتَ عَلَيْهِمْ لَوَلَّيْتَ مِنْهُمْ فِرَارًا وَّلَمُلِئْتَ مِنْهُمْ رُعْبًا ایک نئی قسم کی چیز بنادی اللہ نے کہ اُن کے پاس اَگر کوئی جائے تو رہ نہیں سکتا ٹھہر نہیں سکتا اِتنا زیادہ رُعب اُن کا اللہ نے بنادیا تو اُس جگہ کوئی جاتا ہی نہیں جاتے ہوئے ہی ڈرنے لگے تو خدا نے اُن کی حفاظت کا سامان فرمادیا پھر اللہ نے اُن کو نیند سے اَفاقہ دیا باہر آئے لوگوں نے اُنہیں دیکھا۔

تو قیامت پر اِیمان اَور آخرت میں اُٹھنے پر حساب پر اِسلام میں تو جگہ جگہ جگہ زور دیا ہے رسول اللہ ﷺ نے تعلیم فرمائی ہے لیکن اُن لوگوں کا اَیسا عقیدہ نہیں تھا تو اُس سردار نے حضرت خبابؓ کو جواب دیا کہ اَچھا اگر مرنے کے بعد دوبارہ اُٹھنا ہے تو جب میں اُٹھوں گا تو وہاں میرے پاس مال بھی ہوگا اَولاد بھی ہوگی وہاں تمہیں دے دُوں گا پیسے نہیں دِیے اُس نے۔ تو صحابہ کرامؓ میں یہ جو مسلمان ہوتے جارہے تھے لوگ یہ بہت زیادہ غربت کا دَور تھا دیہات میں رہنا، دُودھ پر گزارا کرلینا، کھجور پر گزارا کرلینا، پانی کم تھا تو ایک عجیب علاقہ تھا، وہاں پیداوار کی بہت کمی تھی اَور جو وہاں کے بسنے والے تھے اُن میں غربت تھی اَور خاصی تھی اَور جو اُن میں مالدار تھے وہ بدنیت تھے مال کا تو پھر لالچ بڑھتا ہی چلا جاتا ہے۔

مال دار بھی اَور محتاج بھی :

ایک بزرگ کا قصہ ہے اُن کی خدمت میں آئے ایک صاحب اُنہوں نے اُن کو ایک ہزار دِینار پیش کیے تو دِینار یعنی سونے کا سکّہ وہ بڑے بزرگ تھے اِصلاح کے لیے اُنہوں نے کہا ہوگا جو بھی کچھ کہا اَور اُس سے اُمید ہے اِصلاح بھی ہوئی ہوگی اُنہوں نے وہ لینے سے اِنکار کردیا کہ میں محتاجوں سے نہیں لیتا اُنہوں نے کہا کہ میں تو محتاج نہیں ہوں میں تو بہت مالدار ہوں اِس لیے پیش کررہا ہوں۔ اُنہوں نے پوچھا کہ اچھا تم مالدار تو ہو یہ بتاؤ تمہارے دِل میں اور مال کی طلب ہے یا نہیں مال بڑھانا چاہتے ہو یا نہیں؟ کہا برابر اِس کوشش میں

لگا رہتا ہوں تو اُنہوں نے فرمایا کہ معلوم ہوا کہ تم محتاج نہیں بلکہ محتاجوں کے سردار ہو کہ بہت کچھ ہے بھی اَور پھر بھی دِل نہیں بھر رہا مزید طلب میں اُس کی رہتے ہوا اُنہوں نے نہیں لی اُس میں حرص ہوگی بے جا قسم کی حرص ہوگی مال نہ دیتا ہوگا دُوسروں کا حق نہ دیتا ہوگا تو یہ اِن لوگوں کی حالت تھی کفار کی بڑے بڑے جو سردار تھے۔

سردار اَبولہب چور نکلا :

ایک چڑھاوے میں کعبۃ اللہ پر سونے کا بچھڑا کسی نے دے دیا کعبۃ اللہ کے اَندر اُنہوں نے احتیاط کی خاطر کہ یہاں سے چوری نہ ہو ایک بہت بڑا کنواں بنا دیا تو جو ڈالتا تھا وہ اُوپر چڑھ کر جو آٹھ فٹ کا دروازہ ہے اَیسے ڈال دیتا تھا وہ نیچے اُس کنواں میں محفوظ ہو جاتا تھا تو وہ خزانہ بن گیا تو کسی نے سونے کا بچھڑا اِسی طرح دے دیا اُس پر نظر سب کی ہوئی ہوگی وہ غائب ہوگیا، معلومات کرتے رہے معلومات کرتے کرتے معلوم ہوا کہ وہ ابولہب نے چُرایا ہے اَب ابولہب سے کون لڑے جا کر اَور کون اُس سے وصول کرے وہ خود متولی خاندان کا بھی تھا، سردار بھی تھا اِس طرح کی بدنیتی کی حالت تھی اَور لالچ اَور لوٹ مار یہ سب چیزیں وہاں تھیں۔

نبی علیہ السلام اَزواج کو وَافر دیتے مگر وہ راہِ خدا میں خرچ کردیتیں :

تو رسولِ کریم علیہ الصلٰوۃ والتسلیم کو جب فتوحات ہوگئیں تو بہت بڑی آمدنی ہونے لگی تھی یعنی بہت ہی بڑی تعداد بنتی ہے وہ بڑی مقدار بنتی ہے کھجور کی جو اَزواجِ مطہرات کو آپ دیتے تھے سال بھر کا خرچ بن جاتا تھا اَور ایسا نہیں بلکہ کھلا ڈلا خرچ جسے کہا جائے وہ اِتنا دے دیتے تھے لیکن جیسا میں نے عرض کیا کہ آنے والے جانے والے اِدھر سے اُدھر سے ضرورت مند جو تھے وہ اِتنے ہوتے تھے اَور اِن کی ایسی عادت تھی کہ وہ سب دیتے رہتے تھے خدا کی راہ میں تو پھر یہی حال ہو جاتا تھا اَور یہ عکس تھا یعنی جناب رسول اللہ ﷺ کی عادتِ مبارکہ کو اُن کی طبیعت نے قبول کرلیا تھا کہ جو آپ کی حالت تھی کہ اپنے پاس بالکل نہ رہے اَور دُوسرے کی ضرورت پوری ہو اِسی طرح سب اَزواجِ مطہراتؓ کی بھی کیفیت ہوگئی تھی کہ دُوسرے کی ضرورت پوری ہو اپنے پاس رہے نہ رہے تو اِس قدر تنگی کے ساتھ وہ گزارا کرتے تھے خود۔

شروع شروع میں جب رسول اللہ ﷺ تشریف لائے ہیں تو اَنصار نے اپنے باغات میں سے کچھ درخت پیش کر دِیے کہ اِن درختوں کی جو پیداوار ہے وہ جناب کی ہے اَور دُودھ کے جانور تھے جن لوگوں کے پاس وہ دُودھ جو ہوتا تھا وہ ہدیۃً بھیجتے تھے کہ رہنے والے آنے والے ضرورت مند بہت زیادہ تھے۔

فقر وفاقہ کے باوجود طلبِ علم :

سن ۷ ہجری میں حضرتِ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اِسلام لائے ہیں وہ جب آئے ہیں اَور اَصحابِ صُفّہ میں داخل ہوئے ہیں اُس وقت بھی یہ کیفیت تھی وہ کہتے ہیں کہ میں بھوک سے بے ہوش ہوجاتا تھا لیکن مانگتے نہیں تھے اَور (علمی مشغولیت کی وجہ سے) کما نہیں سکتے اَور قرآنِ پاک میں اِن کی فضیلت آئی ہے لِلْفُقَرَآءِ الَّذِیْنَ اُحْصِرُوْا فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ ضَرْبًا فِی الْاَرْضِ یَحْسَبُھُمُ الْجَاھِلُ اَغْنِیَآءَ مِنَ التَّعَفُّفِ تَعْرِفُھُمْ بِسِیْمٰھُمْ لَا یَسْئَلُوْنَ النَّاسَ اِلْحَافًا یہ طالب علم تھے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر رہتے تھے اُن کے ذمّہ خرچ کوئی نہیں تھا کسی اَور کا والدہ کا بیوی کا یہ نہیں تھا وہ وہاں رہتے تھے اَور دِن رات بس یہی کہ رسول اللہ ﷺ جو فرمارہے ہیں وہ یاد رکھیں جو کررہے ہیں وہ یاد رکھیں رسول اللہ ﷺ کا جو عمل ہے جو سنت ہے وہ یاد رکھتے تھے۔ تو اِس طرح سے یہ حضرات رہتے تھے اُس دَور میں بھی یہ حال تھا کہ وہ کہتے ہیں میں بے ہوش ہوکر گرجاتا تھا اَور آنے والے کہتے تھے کہ اِسے کوئی دَورہ پڑا ہے کہتے ہیں مجھے دَورہ کچھ نہیں ہوتا تھا وہ بیہوشی کا اَثر ہوتا تھا۔ قرآنِ پاک میں اُن کی فضیلت آئی ہے کہ اِن کو اَگر غور سے دیکھو گے تو پتہ چلے گا کہ بھوک کی وجہ سے اِن کا یہ حال ہے ورنہ کسی سے کچھ مانگتے ہی نہیں تھے اِن لوگوں پر خرچ کرو یہ قرآن پاک میں فضیلت آئی ہے تو سن ۷ ھ تک بھی یہ حال رہا بعد میں بھی یہی رہا ہے جتنا آتا رہا ہے رسول اللہ ﷺ دُوسروں کو دیتے رہے ہیں اَزواجِ مطہرات کو اُن کا حق دینے کے بعد جو کچھ تھا وہ سب خرچ ہوجاتا تھا اَور اَزواجِ مطہرات اگر جمع رکھتیں تو بھی ٹھیک تھا کیونکہ اَگر نہیں دیا رسول اللہ ﷺ نے تو پھر ہر ہر بیوی سے پُوچھا کیوں رہے تھے معلوم ہوا دیا تو تھا لیکن وہ اِسی طریقے پر چلتی تھیں جو سنت تھا رسول اللہ ﷺ کا طریقہ تھا کہ بالکل گھر میں کسی کے بھی کچھ نہ نکلے۔

بے روزگار کو دینا باعثِ رحمت ہے :

تو وہ پریشان حال آدمی جو آپ کی خدمت میں آئے تھے اُن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی کوئی اِس ''مجھوذ'' آدمی کو لے جائے گا مجھود کا مطلب یہ ہے کہ کوشش کرنے کے باوجود اِس کو (روزی) میسر نہیں آسکی جیسے کوئی مزدور ہو مزدوری کے لیے جائے بھی اَور کوئی لے کر نہ جائے ملے ہی نہ مزدوری اُسے تو اُس میں آپ نے فرمایا کہ جو بھی کوئی اِس کو لے جائے گا اللہ تعالیٰ اُس پر رحمت فرمائیں گے۔

سب گھر والے بھوکے رہے اَور غریب کو کھلا دیا :

ایک اَنصاری کھڑے ہوگئے اُنہوں نے کہا میں لے جاتا ہوں ابوطلحہ اُن کا اسمِ گرامی تھا رضی اللہ عنہ، لے گئے، گھر جا کر پوچھا تمہارے پاس کچھ ہے کہنے لگیں کہ بس اِتنا ہے کہ جتنا بچوں کو کھلا دُوں اِنہوں نے کہا کہ اَیسے کرو کہ اِنہیں کسی چیز سے بہلا دَو سو جائیں گے اَور جب مہمان آئے گا تو پھر اِس طرح سے ہم بھی ساتھ بیٹھ جائیں گے کھانے کے لیے لیکن جب وہ ہاتھ ڈال دے گا شروع کردے گا کھانا تو پھر تم چراغ ٹھیک کرنے لگنا اَور چراغ ٹھیک کرتے کرتے بجھا دینا (تاکہ اَندھیرے کی وجہ سے وہ اَکیلا ہی تھوڑے سے کھانے سے سیر ہو جائے) اَب وہاں ماچس کا بھی معاملہ نہیں تھا اَیسے کہ فورًا اجلا لیا جائے بالکل اِسی طرح کیا اُنہوں نے، معلوم ہوا مرد کی بھی اَیسی حالت تھی عورت کی بھی ایسی حالت تھی وہ بھی نہیں لڑیں کہ لے کیوں آئے وہ بھی بہت خوش کہ ٹھیک ہے جو کر رہے ہیں ٹھیک ہے آخرت پر اِیمان، اللہ پر نظر، یہ اُن کا حال تھا۔

اللہ کے لیے غریب پروری دُنیا کے خزانے اُن کے لیے کُھل گئے :

ویسے آپ دیکھیں اُن کا حال کیا ہوا ہے جن کی نظر اللہ کی ذات پر تھی اَور اِتنا اِیمان تھا اُن کے لیے اللہ تعالیٰ نے دُنیا کے خزانے کھول دیے اَور ساری دُنیا اُن کے زیرِ نگیں کردی لیکن پہلے یہ اِمتحانات گزرے ہیں جب اُن کا تعلق اللہ کی ذات سے واقعتًا پختہ ہوگیا تو پھر اُن کا حال اَیسے ہوگیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ایک صحابی بھی اَگر کسی لشکر میں ہوگا تو فتح ہوتی رہے گی اُس کی برکت سے، اِسی طرح ہوا پھر یہ پوچھتے تھے کوئی ہے اَیسا جس نے صحابی کو دیکھا ہو وہ تابعین کا دَور تھا تو اِسی طرح کامیابی ہوتی رہی تبع تابعین کا بھی اِسی طرح ہوتا رہا ہے۔

فاتح قَنَّوج اِقتصادی مشکلات کے بغیر فتوحات :

یہ محمد ابنِ قاسم آئے ہیں یہاں "قَنَّوج" تک یہ جو ہمارا علاقہ ہے یہ بھی قنوج کہلاتا تھا اُس زمانے میں یہاں تک اِدھر تک وہ تشریف لائے ہیں تو جس طرف بھی اُنہوں نے رُخ کیا ہے کامیابی قدم چومتی رہی ہے اَور کم سے کم خون ریزی پر زیادہ سے زیادہ کامیابی حاصل ہوئی ہے مسائل ہی پیدا نہیں ہونے پائے اِقتصادیات کے اَور دُوسری کسی قسم کے۔

دُنیا ہی میں پہلا بے نظیر اِنعام :

بہر حال اُنہوں نے تعاون کیا پورا اَور اِسی طرح سے کیا اَور خود اَور بچے سب کے سب بھوکے رہے بَاتَا طَاوِیَیْنِ بھوکے رات گزاری صبح کو یہ جنابِ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے تو رسول اللہ ﷺ کو بذریعہ ٔوحی یہ بات معلوم ہوگئی تھی آپ نے فرمایا عَجِبَ اللّٰہُ یا ضَحِکَ اللّٰہُ اللہ تعالیٰ فلاں اَور فلاں سے خوش ہوئے اَور نام لیا اِن کا یا نہیں لیا اَور یہ آیت اُتری وَیُؤْثِرُوْنَ عَلٰی اَنْفُسِھِمْ وَلَوْ کَانَ بِھِمْ خَصَاصَةٌ [1] اپنے آپ پر ترجیح دے دیتے ہیں اگرچہ خود کو شدید ضرورت ہو " خَصَاصَةٌ " شدید ضرورت کو کہتے ہیں یہ آیت اُن کی فضیلت میں اُتری اَور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اَور رضا کی خوشخبری ملی۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو جنابِ رسول اللہ ﷺ کا ساتھ دے ایمانِ کامل دے معرفت دے، آمین۔

اِختتامی دُعاء............

جامعہ مدنیہ جدید کے فوری توجہ طلب ترجیحی اُمور

(۱) زیرِ تعمیر مسجد حامدؒ کی تکمیل

(۲) طلباء کے لیے مجوزہ دَارالاقامہ (ہوسٹل) اور درسگاہیں

(۳) اَساتذہ اور عملہ کے لیے رہائش گاہیں

(۴) کتب خانہ اور کتابیں

(۵) زیرِ تعمیر پانی کی ٹنکی کی تکمیل

ثواب جاریہ کے لیے سبقت لینے والوں کے لیے زیادہ اَجر ہے۔

---

[1] بخاری و مسلم بحوالہ مشکوۃ ص ۵۸۰، ۵۸۱

علمی مضامین سلسلہ نمبر ۳۸ ، قسط : ۲،آخری

''الحامد ٹرسٹ''نزد جامعہ مدنیہ جدید رائیونڈ روڈ لاہور کی جانب سے شیخ المشائخ محدثِ کبیر حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض اہم خطوط اور مضامین کو سلسلہ وار شائع کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے جو تا حال طبع نہیں ہو سکے جبکہ ان کی نوع بنوع خصوصیات اس بات کی متقاضی ہیں کہ افادۂ عام کی خاطر اِن کو شائع کر دیا جائے۔اسی سلسلہ میں بعض وہ مضامین بھی شائع کیے جائیں گے جو بعض جرائد واخبارات میں مختلف مواقع پر شائع ہو چکے ہیں تا کہ ایک ہی لڑی میں تمام مضامین مرتب و یکجا محفوظ ہو جائیں۔(اِدارہ)

مدنی رح فارمولا

پھر تحریر فرماتے ہیں :

''جمعیۃ علماءِ ہند کے فارمولے کو مولانا ابوالکلام آزاد نے کانگریس کی طرف سے پیش کیا تھا۔''

☆ یہ بات تاریخی اعتبار سے درست نہیں ہے۔کانگریس کا فارمولا اَور تھا جیسا کہ اَبھی عرض کروں گا اِس سے قبل مولانا آزاد کے بارے میں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ اُن کا تعلق اَکابرِ جمعیۃ سے شروع سے قوی چلا آرہا تھا جو ۱۹۴۶ء میں بھی تھا اَور تا حیات قائم رہا۔اُن کے بارے میں آپ اِنڈیا آفس کے ریکارڈ سے انگریزوں کی سی آئی ڈی کی رپورٹیں پڑھیے کہ کیا لکھتے ہیں محبِّ وطن ہونے ساتھ وہ کتنے کٹّر مذہبی ہیں۔

اَبوالکلام آزاد :

محی الدین۔کنیت ابوالکلام آزاد۔الہلال کا بدنام اَیڈیٹر۔انجمن حزب اللہ اَور کلکتہ دارُ لارشاد کالج کا بانی۔دِلی کا باشندہ ہے لیکن تعلیم عرب میں پائی ہے اِنتہا درجہ میں اِتحادِ اِسلامی کا حامی ہے نہایت کٹّر اَنگریز دُشمن اَور بے حد متعصب ہے۔دیو بند کی سازشِ جہاد کا نہایت سرگرم رکن تھا۔(۱) یقین کیا جاتا ہے کہ حالیہ شورِش میں اِس نے ہندوستانی متعصبوں کو روپے کی اَور دُوسری طرح کی مدد دی ہے۔(۲) جنودِ ربانیہ کی فہرست میں

لیفٹینٹ جنرل ہے۔(تحریکِ شیخ الہندؒ ص ۳۸۸)

ایک اَور رپورٹ میں تحریر ہے :

''مولوی ابوالکلام آزاد نے اگست ۱۹۱۵ء میں مولوی عبیداللہ سے مشورہ کے بعد نظارۃ المعارف القرآنیہ کے خطوط پر کلکتہ میں مدرسہ قائم کیا اِس کا نام ''دارُالارشاد'' رکھا اِس مدرسہ میں ابولکلام آزاد تعلیماتِ قرآنی کا درس دیا کرتا تھا۔

مولوی ابوالکلام آزاد نے جن لوگوں کو ملازم رکھا تھا اُن میں سے ایک مولوی مظہرالدین سے ایک قابل اعتراض عربی کتاب اَلْخَوَاطِرُ فِی الْاِسْلَام (اِسلام کے راستہ کی رُکاوٹیں) کا ترجمہ کرایا گیا ترجمہ مکمل ہوگیا اَور ابوالکلام آزاد نے مارچ ۱۹۱۶ء میں اِس کی اشاعت اپنے اَخبار البلاغ میں شروع کردی اُسی وقت حکومت نے ابوالکلام آزاد کی نقل وحرکت پر پابندیاں لگادیں جس کے باعث اَخبار کی اشاعت بند ہوگئی۔

اِس کتاب کے ذریعہ ملکِ معظم کے دُشمن ترکوں کے حق میں مسلمانانِ ہند کے جذباتِ ہمدردی کو یقینی طور پر بھڑکانے کی کوشش کی گئی ہے۔

عبیداللہ کی طرح ابوالکلام کے درس میں بھی سچے مسلمانوں پر جہاد کی فرضیت کے بارے میں زور دیا گیا ہے۔(ابوالکلام آزاد کی) تقریروں کی یادداشتوں کے مجموعے طلبہ نے تیار کیے تھے اُن میں سے چھ مجموعے ہمارے قبضہ میں آئے ہیں دَربھنگہ کے طالب علم مولوی نور الہدی نے جو یادداشتیں تیار کی تھیں وہ سب سے زیادہ مفصل ہیں۔'' (تحریکِ شیخ الہندؒ ص۲۷۲)

یہ کتاب مولانا سیّد محمد میاں صاحبؒ نے لکھی تو اِس کا اِفتتاح صدر جمہورۂ ہند فخر الدین علی احمد مرحوم نے قصرِ صدارت میں کیا جس میں ہندوستان کے تمام زعماء اَور اراکینِ اسمبلی اَور وُزراء کو مدعو کیا۔ان منتخب پانچ ہزار سیاست دانوں لیڈروں اَور دانشوروں کے سامنے ہندوستان کی آزادی کے بعد پہلی بار یہ بات آئی کہ علماء نے جہادِ آزادی میں کتنے بڑے کارنامے اَنجام دیے ہیں جو اَنگریزوں کی سی آئی ڈی کی رپورٹوں سے ثابت ہیں۔

مولانا ابوالکلام آزاد مرحوم کے اِس تعارف کے بعد گزشتہ سلسلۂ کلام کے تکملہ کے لیے عرض کرتا ہوں کہ کانگریس کی تجاویز جمعیة کی تجاویز سے مختلف تھیں اَور وہ یہ ہیں :

ہندوستان کی تقسیم ہندوستان کے ہر جز کے لیے تباہ کن ہے لٰہذا کانگریس ہندوستان کے اتحاد کی حامی ہے۔

کانگریس کی کوشش یہی رہے گی کہ تمام صوبے بِلا کسی جبر کے محض خوشی سے ایک مشترک مرکز بنائیں۔

اگر کسی صوبہ کی علانیہ مرضی اِس اِتحاد و اِشتراک کے مخالف ہو اَور وہ اِس مشترک مرکز میں شریک نہ ہونا چاہے تو کانگریس اِس کو شرکت پر مجبور نہیں کر سکتی۔

جس قدر علاقے اِس مشترک مرکز میں شریک ہوں گے وہ پورے پورے خود مختار ہوں۔(توضیح تجاویز مؤلفہ مولانا سیّد محمد میاں صاحب ص۱۰ بحوالہ تیج مورخہ ۱۳/اپریل ۱۹۴۲ء نمبر۹۹ ج۲۰ نیز تیج مورخہ ۱۰/اکتوبر ۱۹۴۴ء نمبر ۲۶۵ ج ۲۳)

مئی ۱۹۴۲ء میں آل اِنڈیا کانگریس کمیٹی کے اِجلاس میں نمبر ۳ مشترک مرکز سے علیحدگی کے خلاف جگت زائن نے آواز اُٹھائی۔

۶/اگست ۱۹۴۲ء کو کانگریس کی ورکنگ کمیٹی کا بمبئی میں اِجلاس ہوا اِس میں طویل ریزولیشن پاس ہوا جس میں یہ بھی ہے'' کانگریس کے نظریہ کے مطابق یہ آئین فیڈرل ہونا چاہیے اَور اِس فیڈریشن میں شریک ہونے والی یونٹوں کے لیے زیادہ سے زیادہ آزادی ہونی چاہیے اَور اِختیارات ماقبی اِن ہی یونٹوں کے ہاتھ میں ہونے چاہئیں۔''

اِسی اِجلاس میں ایسے عالمگیر فیڈریشن کی تجویز بھی کی گئی تھی جس کے بعد ہر ملک کے لیے ترکِ اسلحہ قابلِ عمل ہوگا اَور عالمگیر فیڈرل فوج کے ذمہ دُنیا کا اَمن قائم رکھنا ہوگا۔(توضیح تجاویز ص ۱۳ و ص۱۴ بحوالہ تیج مورخہ ۸/اگست ۱۹۴۲ء نمبر ۲۱۶ ج ۲۱)

اِس سے اگلے دِن کانگریس ورکنگ کمیٹی کے تمام اَرکان گرفتار کر لیے گئے ملک بھر میں گرفتاریاں اَور بلوے شروع ہوگئے۔

پھر ۱۹۴۵ء میں آل اِنڈیا کانگریس کمیٹی کو اِجلاس کا موقع ملا اُس میں جو تجاویز پاس ہوئیں اُن میں یہ بھی تھا کہ آل اِنڈیا کانگریس کمیٹی کے اگست ۱۹۴۲ء والے ریزولیوشن کے مطابق جمہوری طریقہ پر منتخب شدہ کانسٹی ٹیوب اسمبلی ہندوستان کی حکومت کے لیے ایک آئین تیار کرے گی جو قوم کے تمام طبقوں کے لیے قابلِ قبول ہونا چاہیے۔ کانگریس کے نظریہ کے مطابق یہ آئین ایک وفاقی نوعیت کا ہونا چاہیے جس میں ریزیڈری پاورس (غیر مصرحہ اِختیارات) فیڈریش میں شامل ہونے والی یونٹوں کو حاصل ہونے چاہئیں۔ بنیادی حقوق جو کراچی کانگریس نے بیان کیے تھے اَور اِس کے بعد اُن میں جو اضافہ ہوا ہے وہ اِس آئین کا لازمی جز ہونا چاہئیں۔ (توضیح ص ۱۵)

یہ تجاویز اَور اِن کی تشریحات وحوالجات توضیح کے ص ۲۴ تک لکھے گئے ہیں۔

یہ کانگریس کا اَندازِ فکر تھا اَور جو فارمولا میں نے پہلے مضمون میں پیش کیا تھا وہ جمعیۃ علماء کا اَندازِ فکر تھا۔

مولانا آزاد کا پیش کردہ فارمولا کانگریس کا نہیں تھا اِس کی دُوسری دلیل یہ ہے کہ مولانا آزاد کی ملاقات کو قائداعظم نے نہیں تسلیم کیا تھا اِس لیے بعد میں برٹش وفد سے کانگریس کے اُس وقت کے عہدیداروں نے ملاقات کی تھی، اُس میں دیکھ لیجئے مرکز میں مسلمانوں کی ۴۵ فیصد نشستوں وغیرہ کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

محترم مسعود صاحب نے نجیب الدولہ نواب اَودھ کا ذکر فرمایا ہے۔

☆ یہ مثال تو اُس وقت صحیح ہوسکتی تھی جب یہ بھی ثابت کیا جائے کہ اِن سبھوں نے اپنے اپنے علاقوں کی حد بندی کر لی تھی یہ حدود اِنٹرنیشنل تسلیم شدہ بن گئی تھیں پھر اُنہوں نے متحد ہوکر دُوسرے ملک پر حملہ کیا اَور کامیاب ہوئے۔ تو اِسی طرح اَب پاکستان ہندوستان کو فتح کرے گا لیکن اگر ایسا نہیں ہوا تھا ملک تو ایک ہی تھا قوتِ حاکمہ کی کمزوری سے سرکش قومیں تاخت وتاراج پر اُتر آئی تھیں تو یہ مثال اُن کی دلیل نہیں بلکہ فریقِ دوم کی دلیل بن سکتی ہے جو تقسیم کو ترجیح نہیں دیتے تھے اَور صوبائی خودمختاری اَور اُن کے وسیع غیر مصرحہ اِختیارات کے حامی تھے۔

بہرحال ہم دُعاء گو ہیں خدا وہ دِن لائے کہ ہم فاتح ہوں اَور ہند مفتوح۔ نیز اِن کا یہ کہنا بھی دُرست نہیں ہے کہ ہندو ذہنیت نے پہلے مسلم کُشی کی ہے اَور امریکہ نے اَب شروع کی ہے جبکہ اِس سے بہت پہلے عیسائیوں نے اسپین میں مسلمانوں کی اَیسی نسل کُشی کی تھی جس کی مثال نہیں ملتی بلکہ یہ کہنا چاہیے کہ یہود ہوں یا

عیسائی یا ہندو مشرک سب عہدِ رسالتماب علیہ السلام سے لیکر آج تک ایک جیسے ہیں اَلْکُفْرُ مِلَّۃٌ وَّاحِدَۃٌ اِس لیے جناب رسول اللہ علیہ السلام اَور صحابۂ کرامؓ نے اِن پر کبھی اعتبار نہیں کیا اَور اِن کے معاہدوں پر بھی اعتماد نہیں کیا اَور اِسلامی تعلیم کے مطابق کبھی عہد شکنی بھی نہیں کی اَور اپنی عیسائی یہودی اَور مشرک رعایا کا بھی قتلِ عام کبھی نہیں کیا۔

پہلا مضمون اِس لیے لکھا گیا تھا کہ اَخبارات میں مطالبہ ہوا تھا کہ دلیلیں پیش کی جائیں یہ دُوسرا مضمون اِس لیے لکھا گیا ہے کہ مسعود صاحب نے ایک نئی بحث نظریۂ قومیت کی چھیڑ دی۔ میرا خیال ہے ہر دو موضوعات پر بقدرِ ضرورت تاریخی مواد ضبطِ تحریر میں جوابًا آ گیا ہے۔ اَب اِس سے زیادہ بحث برائے بحث اَور فضول ہوگی۔ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو صراطِ مستقیم پر چلائے۔

حامد میاں غفرلہٗ

۱۳ر ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ/ ۸ر جنوری ۱۹۸۴ء چہار شنبہ

جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

☆

تکملہ

مولانا محمد یحیٰی صاحب اعظمی کی نظم یہ ہے :

وہ جس کی زندگانی کا شرف ہو اُسوۂ یوسف
اُسے ہوگی بھلا کیا سجن و زِنداں سے پریشانی
پرستارانِ حق گھبرائیں کیوں اِس یوسفِستاں سے
یہ زِنداں تو رہا ہے جلوہ گاہ ماہِ کنعانی
مبارک سرخوشانِ عیش کو کاشانۂ راحت
مجاہد کے لیے زَیبا نہیں ذوقِ تن آسانی
شعار اُس کا بزرگانِ سلف کا زُہد و تقوی ہے
جہاد اُس کا نہیں پابند قید سبحہ گردانی

جدا ہے رسم و راہ خانقاہی سے طریق اُس کا
زمانہ سے الگ ہے اُس کا آئینِ خدادانی
صحابہ کی حیاتِ پاک کو اُس نے نہیں جانا
حقیقت میں یہ شانِ زندگی جس نے نہ پہچانی
وہ جس کی خلوتِ شب کی بدولت اَب بھی تازہ ہے
گدازِ بوذر و عشقِ اُویس و سوزِ سلمانی
یہی ہیں جن کے سونے کو فضیلت ہے عبادت پر
اِن ہی کے اِتقاء پر ناز کرتی ہے مسلمانی
اِنہی کی شان کو زیبا نبوت کی وراثت ہے
اِنہی کا کام ہے دینی مراسم کی نگہبانی
رہیں دُنیا میں اَور دُنیا سے بالکل بے تعلق ہوں
پھریں دریا میں اَور ہرگز نہ کپڑوں کو لگے پانی
اگر خلوت میں بیٹھے ہوں تو جلوت کا مزہ آئے
اَور آئیں اپنی جلوت میں تو ساکت ہو سخن دانی

یہ نظم مولانا محمد یحیٰی صاحب اعظمی نے حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق ''نوائے حیات'' میں ایک عالمِ ربانی کی اِسارت کے عنوان سے لکھی تھی۔ (حاشیہ مکتوبات شیخ الاسلام ج ۱ ص ۳۲۶)

شیخ الحدیث حضرت مولانا زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہاجر مدینہ منورہ تحریر فرماتے ہیں :

''میرے اَکابر محض خوش اعتقادی نہیں بلکہ واقعہ ہے اَور جو بھی نبی کریم ﷺ کی زندگی حضور کے معمولات اِرشادات کا واقف ہوگا اَور چند روز اِن اَکابر کی مجالس میں شرکت کر چکا ہوگا وہ خود محسوس کرے گا کہ اِن اَکابر علی اللہ مراتبہم کو اللہ جل شانہٗ نے اپنے فضل وکرم سے اِتباعِ سنت کا وافر حصہ عطا فرمایا ہے کہ اِن کے اِرشادات بھی جواہر پارے ہوتے ہیں اَور اِن کا سکوت موجبِ ترقیاتِ باطنی ہے اِن کے بارے میں

جس شخص نے کہا ہے بالکل صحیح کہا ہے ''یہی ہیں'' پھر شیخ نے یہ چاروں شعر نقل فرمائے ہیں۔ (ماخوذ اَز موت کی یاد ص۳ ناشر شاہین ٹریڈنگ کمپنی کراچی)

حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ اَشرف علی تھانوی رحمہ اللہ سے بیعت تھے۔ دارالعلوم دیو بند کے فاضل تھے پھر دارُالعلوم میں شیخ التفسیر رہے پھر جامعہ اِسلامیہ ڈابھیل میں شیخ الحدیث رہے پھر ریاستہائے متحدہ بلوچستان میں وزیرِ معارفِ شرعیہ رہے پھر چند سال جامعہ اِسلامیہ بہاولپور میں شیخ التفسیر رہے۔ وسیع الاطلاع اَور دقیق النظر تھے۔ دیو بند میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی پر نظرِ ثانی کی اہم ذمہ داری بھی قیامِ دیو بند کے دوران آپ کو تفویض کی گئی تھی۔ تحریر، تقریر، تدریس سب میں بلند پایہ تھے۔ اِنہوں نے علامہ کے تین اَشعار کا جواب تین ہی اَشعار میں لکھا۔ ایک دفعہ یہ اَشعار میں نے سنے تو فرمائش کی کہ یہ اَشعار مع شرح تحریر فرما دیں تو اُنہوں نے ۲۱ر شوال ۱۳۷۸ھ کو یہ اَشعار لکھ کر اِرسال فرمائے اَور شرح ۲۸ر ذیقعدہ ۱۳۷۸ھ کو اِرسال فرمائی ؎

نظامِ قوم بدو گونہ می شود پیدا
اگر ہنوز ندانی کمالِ بولہبی ست

نظامِ ملتِ واحد باختلافِ بلاد
قوام گیر زجذب محمد عربی ست

نظامِ دوم کہ قائم میانِ صد ملل ست
نظامِ وحدت ملکی ست ایں چہ بوالعجبی ست

یعنی قومیت کے دو قسمیں ہیں: اَوّل یہ کہ اَفراد کا دین ایک ہو اگرچہ اَوطان مختلف ہوں جیسے کہ اِسلامی قومیت کے تحت تمام مسلمان ایک قوم ہیں اگرچہ وطن مختلف ہیں۔ دوم یہ کہ وطن اَور وطنی مفاد ایک ہوں اگرچہ دین مختلف ہوں جیسے کہ مکہ معظّمہ میں قریش کی قوم ایک تھی اگرچہ دین مختلف تھا۔

اَور مدینہ منورہ میں مہاجرین، اَنصار اَور یہود کا وطن ایک تھا اگرچہ اُن کا دین ایک نہ تھا، اِسی بناء پر حضور علیہ السلام نے یہود کے ساتھ وطنی مدافعت کے تحت ایک معاہدہ کیا تھا کہ جب مدینہ پر کوئی حملہ آور ہو تو سب مل کر مقابلہ کریں۔ حضرت مولانا مدنی رحمۃ اللہ علیہ نے اگر دہلی والی تقریر میں قسم دوم کا ذکر کیا ہے

تو اِس سے قسمِ اوّل کا اِنکار لازم نہیں آتا اور اِقبال مرحوم نے اگر اپنے اَشعار میں قسمِ اَوّل کا ذکر کیا تو اِس سے قسمِ دوم کی تردید لازم نہیں آتی۔ اِس بناء پر اِنکشافِ حقیقت کے بعد اِقبال مرحوم نے رجوع کیا۔

حامد میاں غفرلہٗ

روزنامہ ''جنگ لاہور'' ۷ر جنوری ۱۹۸۴ء کی اشاعت میں علامہ اِقبال مرحوم کا یہ شعر عجم ہنوز الخ طبع ہوا تو ''جاوید'' صاحب نے اِسی بحر میں ۱۷ر جنوری کو ایک نظم لکھ کر مجھے پہنچائی اُن کے علم میں علامہ اِقبال سہیل کی نظم نہ تھی، میں نے عرض کیا تو اُنہوں نے اِس کا بھی مطالعہ کیا۔ اُن کی نظم کا عنوان ہے ''علامہ حسین احمد مدنیؒ'' اَور وہ یہ ہے :

علامہ حسین احمد مدنیؒ

عجم برنگ عرب مسلم اَست ہم ز اَزل
ز آب فکر نُبوغش بہارِ شرعِ نبی است

ز دیوبند پے سرفرازیٔ اِسلام
ظہور کرد حسین احمد اِیں چہ خوش سببی است

حسین احمد حق بستہ حق نمایندہ
کہ علمش اہل قلم را گل و گہر ذہبی است

چو بوالکلامؒ چہ دانائے رَمز لفظ و کلام
چو مشرقی ہمہ تحریکِ حریت طلبی است

خدا شناس و پیمبر حدیث و قرآن دوست
معلم مدنی و مفکر عجمی است

فرشتہ دم نزند در حریمِ حرمتِ اُو
زدم ہوائے در آلودنش ز بے ادبی است

بچشم دید نبی را بعین بیداری
بقابِ قوس عروجش نمازِ نیم شبی است

رُخش درست بود سوئے قبلہ اِسلام
صفاء نیت اُو آبگینۂ حلبی است

ز عالمے بگسست و بمصطفٰی پیوست
مدارِ حب خدا بر مدار حب نبی است

چراغ مصطفوی بر فروخت در آفاق
بدہر ماحی دُودِ سیاہ بولہبی است

سرود بر سرمنبر ز وحدتِ آدم
چہ آشنائے مقام محمد عربی است

ز رُوئے قلب بشر داغ کین و نفرت شست
بنطق اہلِ محبت حلاوتِ رُطبی است

نکرد فتنہ بپا از اشارت اَفرنگ
مذاقِ مذہب اِسلام آشتی طلبی است

اگرچہ ہند مقام تولدش باشد
طریق و مشرب و ذوق و نہادِ اُو عربی است

بیا ز تاک کتابش پیالۂ درکش
سوادِ نقطۂ ہر لفظ دانۂ عِنبی است

بجائے فکرِ خودی بے خودی و خُلق آموز
خودی مورز کہ ہیجانِ قوتِ غضبی است

حذر کہ کفر دریں عصر گشتہ اِسلامی
حذر کہ بولہبی در نقابِ مطّلبی است

بعالمے کہ یقینش رسید می بینم
ہنوز نطق فلاطوں بقعر بستہ لبی است

مذاقِ قوم مگر ملحدانہ شد جاویدؔ
که کارِ بت شکنی در شمار بوالعجبی است

علامہ اِقبال سہیل کی پوری نظم یہ ہے :

معاندے که بشیخ الحدیث خوردہ گرفت[1]
سبک بخشم فروز ایں سباب بے سببی ست
برگفت برسر منبرکہ ملت اَز وطن است
دروغ گوئی و ایراد ، ایں چہ بوالعجبی ست
بیان اُو ہمہ تخیل و بحث در تفسیر
زبان اُو عجمی و کلام در عربی ست
درست گفت محدث کہ قوم اَز وطن ست
کہ مستفاد ز فرمودۂ خدا و نبی ست
زبان طعن کشودی مگر نہ دانستی
کہ فرق ملت و قوم اَز لطائف ادبی ست
تفاوتے است فراواں ، میانِ ملت و قوم
یکے زکیش و دگر کشوریست یا نسبی ست
بملت اَرچہ براہیمی است سرورِ ما
ولے بقوم حجازی بہ نسل مطلبی ست
زقوم خویش شمرد اہل کفر را باحد
رسولِ پاک کہ نامش محمد عربی ست
خدائے گفت بقرآن لکل قوم ھاد
مگر بہ نکتہ کجا پے برد کسے کہ غبی ست

---

[1] کسے کہ خوردہ گرفت است بر حسین احمد

بقومِ خویش خطاب پیمبراں بنگر
پُر اَز حکایت یا قوم مصحف عربی ست
بلند تر بود اَز قوم رُتبۂ ملت
کہ حَبل دین قوی تر ز رشتۂ نسبی ست
کسے کہ ملت اِسلام نورِ سینۂ اُو ست
برو رَواست اگر زنگی ست و رحلبی ست
مگر بہ ہموطناں در جہادِ اِستخلاص
مجاہدانہ تعاون ز رُوئے حق طلبی ست
سلوکِ رفق و مدارا بہ جار و ذی القربی
عمل بحکمِ الٰہی و اِتباع نبی ست
محبت وطن است اَز شعائرِ اِیماں
ہمیں حدیث پیمبر فدیتۂ بابی ست
نظر نبودن و بادیدہ ور در افتادن
دو گونہ شیوۂ بوجہلی ست و بولہبی ست
رموزِ حکمتِ ایمان ز فلسفی جستن
تلاش لذتِ عرفان ز بادہ و عنبی ست
خموشی اَز سخن ناسزا گزیدہ تر است
کہ ہرزہ لاف زدن خیرگی و بے اَدبی ست
بہ دیوبند در آ گر نجات می طلبی
کہ دیو نفس سلحشور و دانش تو صبی ست
بگیر راہِ حسین احمد اَر خدا خواہی
کہ نائب ست بنی را و ہم ز آلِ نبی ست

علامہ اِقبال احمد خان سہیل ایک اعلیٰ قانون دان تھے لیکن اُنہیں کلامِ فارسی پر خداوندِ کریم نے قدرتِ تامہ بخشی تھی۔ ایک اَور نظم پر حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی قدس سرہٗ نے اُنہیں اِن الفاظ سے دادِ تحسین دی تھی :

''واقعی نفیس ہے اَور لُطف یہ کہ سلیس ہے گویا سہل ممتنع ہے میں نے نقل کر لی''

(حکیم الامت ص ۲۳۲)

وہ نظم حضرت مدنی ؒ کی ۱۹۳۲ء میں مبارکپور مدرسۃ الاصلاح سرائے میر آمد کے موقع پر اُنہوں نے لکھی تھی اَور ایک طالب علم نورُ الہدیٰ کو پڑھنے کے لیے دے دی کیونکہ حضرت مدنی ؒ اپنی تعریف سُنّی پسند نہیں فرماتے تھے جیسے کہ اِسلام کی تعلیم ہے ۔

اے سایہ ات بالِ ہما خوش آمدی خوش آمدی
اھلا و سھلا مرحبا خوش آمدی خوش آمدی

اے شمعِ ایوانِ حرم اے سروِ بستانِ حکم
اے خضر اَربابِ ہدیٰ ، خوش آمدی خوش آمدی

اے خازنِ اسرارِ حق ، اے مَہبطِ اَنوارِ حق
اے حق پسند و حق نما ، خوش آمدی خوش آمدی

سرکردۂ اَربابِ دیں ، سر دفترِ اہل یقین
سرچشمۂ صدق و صفا ، خوش آمدی خوش آمدی

اے مستشارِ مؤتمن ، اے مقتدائے ممتحن
اے بادلِ درد آشنا ، خوش آمدی خوش آمدی

اے قاسمِ فیض کہن ، اے ظل محمود الحسن
اے یادگارِ اَتقیا ، خوش آمدی خوش آمدی

اے یوسفِ کنعان ما ، بادا فدایت جانِ ما
ہاں اے اَسیر مالٹا ، خوش آمدی خوش آمدی

اے رایت فتح مبین ، اے آیت علم و یقین
اے شمع جمعِ اَصفیاء ، خوش آمدی خوش آمدی
اے کنز اَخبارِ نبی ، مقبول سرکار نبی
اے پرتو شمعِ حرا ، خوش آمدی خوش آمدی
اے نازشِ خاکِ وطن ، اے مرجع اَربابِ فن
اے دردِ دِلہارا دوا ، خوش آمدی خوش آمدی
آئینۂ فیضِ اَزل ، گنجینۂ علم و عمل
تصویر تسلیم و رضا ، خوش آمدی خوش آمدی
اَز مقدمت دل شاد شد ، ویرانہ اَم آباد شد
اے برتو چومن صد فدا ، خوش آمدی خوش آمدی
دِلہا تہ اَقدام تو ، وِرد زبانہا نامِ تو
آید ز ہر سو اِیں صدا ، خوش آمدی خوش آمدی
اے گلشنِ علم و ہنر ، شد اَز قدومت مفتخر
گوید ہمیں نورالہدیٰ ، خوش آمدی خوش آمدی

لُغات

(۱) خردہ گیری : عیب جوئی، نکتہ چینی۔(۲) سبک : تیز، ہلکا، بےعزت۔
(۳) خشم : غصہ، ناراضگی، عتاب۔(۴) فروز : روشن کرنے والا۔(۵) اِیراد : اعتراض کرنا۔
(۶) کیش : مذہب۔(۷) کشور : ملک۔(۸) روا : درست، مباح، مروج۔
(۹) زنگی : حبشی، زنگبار کا رہنے والا۔(۱۰) دیدہ ور : بینا، دانا۔(۱۱) ہرزہ : بیہودہ، لغو۔
(۱۲) ناسزا : نامناسب۔(۱۳) گزیدہ : پسندیدہ۔(۱۴) لاف زدن : شیخی مارنا، بڑا بول بولنا۔
(۱۵) خیرگی : چکاچوند، تاریکی، عداوت۔(۱۶) سلحشور : بہادر سپاہی، ہتھیار بند سپاہی، میگزین کا داروغہ۔
(۱۷) دیو : قوی ہیکل آدمی، (ہندی میں) مقدس دیوتا۔(۱۸) صبی : بچہ۔(۱۹) ہم ز آل بنی ست : کیونکہ حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ حسینی سیّد ہیں حضرت سیّد توختہ رحمہ اللہ کی اَولاد میں ہیں جن کا مزار اَقدس لاہور میں ہے۔

اِس نظم پر عبدالماجد دریا آبادی نے اپنے رسالہ'' سچ ''میں لکھا :

''صحیح زبان میں، اِتنی صحیح مدح، صحیح موقع پر، صحیح شخص کے لیے شاعری کے عالم میں بہت کم دیکھنے میں آئی ہے، اللہ مادح کو جزائے خیر دے اَور ممدوح کی عمر میں برکت نصیب فرمائے۔''

''سچ'' ۲۸؍مئی ۱۹۳۲ء

(ماخوذ اَز : حاشیۂ مکتوب شیخ الاسلام ج ۲ ص ۵۲)

﴿ شب ِبراءت کی مسنون دُعا ﴾

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان فرماتی ہیں کہ رسول اکرم ﷺ کو میں نے شب ِبراءت سجدہ میں یہ دُعا کرتے سُنا :

اَعُوْذُ بِعَفْوِكَ مِنْ عِقَابِكَ وَاَعُوْذُ بِرِضَاكَ مِنْ سَخَطِكَ وَ اَعُوْذُبِكَ مِنْكَ جَلَّ وَجْهُكَ لَآاُحْصِیْ ثَنَاءً عَلَیْكَ اَنْتَ كَمَا اَثْنَیْتَ عَلٰی نَفْسِكَ .

''اے اللہ! میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے عفوو کرم کے صدقے آپ کی سزا سے اَور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کی رضا کے صدقے آپ کی ناراضگی سے اَور میں پناہ طلب کرتا ہوں آپ کے صدقے آپ کی پکڑ سے، آپ کی ذات بزرگی والی ہے میں آپ کی تعریف کا حق اَدا نہیں کر سکتا، آپ تو اَیسے ہی ہیں جیسے آپ نے خود اپنی تعریف کی ہے۔''

صبح کو میں نے آپ سے اِن دُعاؤں کا تذکرہ کیا تو تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اِن دُعاؤں کو یاد کر لو اور دُوسروں کو بھی اِن کی تعلیم دو کیونکہ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے یہ دُعائیں سکھائیں اور کہا کہ سجدہ میں یہ مکرر سہ کرر پڑھی جائیں''۔ (ماثبت بالسنۃ ص ۱۷۳)

قسط : ۱

اَنفاسِ قدسیہ

قطبِ عالم شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی کی خصوصیات

﴿ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب بجنوری، فاضل دارُالعلوم دیو بند و خلیفہ مجاز حضرت مدنی ﴾

ضروری گزارشات

اِس کتاب میں حضرت شیخ الاسلام کو کتاب وسنت کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی گئی ہے اَور بتلایا گیا ہے کہ اِسلامی تصوف کیا ہے؟ اِس وجہ سے تصوف کی تقریبًا تمام فرسودہ اِصلاحات کو خارج کر دیا ہے کیونکہ تصوف اِصلاحات کا نام نہیں ہے بلکہ کتاب و سنت کی روشنی میں عملی زندگی کا نام ہے۔لیکن افسوس ہے جاہل اَور پیر پرست صوفیوں پر کہ اُنہوں نے چند اعمالِ مخصوصہ ہی کو تصوف قرار دے دیا ہے جس کی وجہ سے اُن ہی کو عمل سے محرومی نہیں ہوئی بلکہ مسلمانوں کی ایک کثیر تعداد اِس سے متنفر ہوگئی ہے۔اُن لوگوں نے بے عملی کا نام توکل، سُستی کا نام قناعت، بزدلی کا نام تسلیم رضا، حماقت کا نام صبر، قوالیوں پر ناچنے کا نام وجد و کیف اَور حال۔ ترکِ فرائض، واجبات اَور عملِ مستجاب کا نام تقوی رکھ لیا ہے۔اُن کے یہاں نماز باجماعت کے مقابلہ میں اشراق، چاشت کو اہمیت ہے، تلاوتِ قرآن پاک کے مقابلہ میں شجرہ خوانی کو فوقیت حاصل ہے۔خدا اِن کو سمجھ دے اَور مسلمانوں کو عقلِ سلیم عطاء فرمائے کہ وہ اِن رہزنوں کی گھاتوں سے واقف ہوں۔حضرت مجدد الفِ ثانی فرماتے ہیں :

اے برادر! حدیث میں آیا ہے کہ بندے سے اللہ کی رُوگردانی کی علامت بندے کا لایعنی میں مشغول ہونا ہے۔کسی نفل میں اِس طرح مشغول ہونا کہ اِس سے کسی فرض سے رُوگردانی ہوتی ہو لایعنی میں داخل ہے لہٰذا اِنسان پر اپنے حالات کی تفتیش لازم ہے کہ

اِس کا اشتغال کس چیز میں ہے نفل میں یا فرض میں، ایک نفل حج کے لیے کئی ممنوعات کا مرتکب ہونا کیا دُرست ہوگا؟ (اَز مکتوبات)

حضرت مجدد صاحبؒ نے سالک کے پورے طریق سلوک کو چند جملوں میں بیان کر دیا ہے اَور کسی بندے کی مقبولیت کا معیار بھی واضح اِلفاظ میں بیان کر دیا ہے۔

آج کل کے صوفیاء کے یہاں اِس کا بالکل خیال نہیں رکھا جاتا فرائض کو چھوڑ کر نوافل سے زیادہ اِشتغال رکھا جاتا ہے کیونکہ رضاء باری مقصود نہیں بلکہ اِظہارِ پیری مقصود ہے ورنہ کیا معنی ہیں کہ ولیمہ، عقیقہ کا زیادہ اہتمام ہو اَور بیوی کے مہر کی فکر نہ ہو۔ قضاء نماز اَور قضاء روزوں کا خیال بھی نہ آئے اَور تہجد و اِشراق، چاشت، ایامِ بیض اَور شش عید کے روزے نہایت پابندی کے ساتھ اَدا ہوتے ہیں۔ یہ سب چیزیں مجدد صاحبؒ کے مکتوبات کی روشنی میں ملاحظہ فرمانے کی ضرورت ہے۔

ہمارے مشائخ کے یہاں اِسی چیز کی تعلیم ہے اَور اِسی چیز کا خیال ہی نہیں بلکہ پابندی کی جاتی ہے۔ ہمارے حضرتؒ نے تو اِسلامی زندگی گزارنے کی مثالیں قائم کر دیں اَور بتلا دیا کہ فرض کیا ہے اَور نفل کیا ہے، جماعت کی پابندی کا یہ عالم ہے کہ سفر، حضر، مرض کسی حالت میں فوت نہیں ہو پاتی۔

مولانا ومرشدنا حضرت شیخ الاسلامؒ کو خراجِ عقیدت ہر طبقہ کے اَفراد نے تحریرًا و تقریرًا نہایت بلیغ الفاظ میں پیش کیا ہے، نہ صرف اہلِ ہند بلکہ باہر کی دُنیا بھی آپ کی مدّاح نظر آتی ہے۔ نظریاتی اعتبار سے موافق ہی نہیں بلکہ مخالف بھی آپ کے کمالات کے معترف ہیں چنانچہ دارُالعلوم دیوبند کے ایک جلسہ میں حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانیؒ نے آپ کو صدر القلوب کے لقب سے یاد کیا تھا۔ بایں ہمہ میرے نزدیک حضرتؒ قرآن وحدیث کی عملی تفسیر ہیں۔ لہٰذا اگر کوئی حضرتؒ کو دیکھنا چاہے تو دیکھے، کہاں دیکھے؟ کیا مسجدِ نبوی (علیٰ صاحبہا الصلوۃ والسلام) میں درس دیتے ہوئے؟ نہیں۔

کیا دارُ العلوم کی مسندِ صدارت پر؟ نہیں۔ کیا جمعیۃ علماء کی صدارت کرتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا حدیث پڑھاتے ہوئے اَور تقریر کرتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا بیعت کرتے ہوئے؟ نہیں۔ کیا نقشِ حیات اَور مکتوبات لکھتے ہوئے؟ نہیں! بلکہ آپ کو دیکھنے والا دیکھے، تو دیکھے بھاگلپور، سید پور میں، غنڈوں کے نرغے میں، کراچی کے دین ہال میں، نینی جیل میں، مالٹا میں، مہمانوں کے پیر دباتے ہوئے، مخالفوں کی مخالفتوں میں، اِن مواقع پر حسین احمد کی ذات شیخ الاسلامؒ بن کر سامنے آتی ہے۔

حضرت شیخ الاسلامؒ کون ہیں؟ کیا ہیں؟ یہ اِس کتاب کے پڑھنے سے واضح ہو جائے گا بندہ نے حتی المقدور حضرتؒ کی سیرت کو قرآن وحدیث کی روشنی میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔ لہٰذا یہ کتاب محض سیرت ہی کی کتاب نہیں ہے بلکہ میرے تجربہ کے مطابق سالکین کے لیے ایک مصلح کی حیثیت رکھتی ہے۔

اِنشاء اللہ اِس کتاب کے پڑھنے والے اپنے قلوب کے بہت سے اَمراض کو زائل پائیں گے اَور اُن کو اِسلامی زندگی گزارنے کا ایک لائحہ عمل مل جائے گا۔

باوجود اِن خوبیوں کے مجھے اپنی کوتاہیوں اَور غلطیوں کا اعتراف ہے تاہم مخلصین اَور محبین اَور قارئین سے اِستدعا ہے کہ اَگر وہ میری کسی کوتاہی پر مطلع ہوں تو اوّل فرصت میں مجھے باخبر کردیں تاکہ آئندہ ایڈیشن میں اِس کی اصلاح کی جاسکے۔

فقط والسلام

خاکروب آستانۂ مدنیؒ

عزیز الرحمٰن غفرلہٗ

مدنی دارالافتاء بجنور

۲؍جولائی ۱۹۶۱ء/ ۱۸؍محرم الحرام ۱۳۸۱ھ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اِرْشَادِ رَسُوْلُ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمْ

یُوْشِكُ اَنْ یَّضْرِبَ النَّاسُ اَکْبَادَ الْاِبِلِ یَطْلُبُوْنَ الْعِلْمَ فَلَا یَجِدُوْنَ اَعْلَمَ مِنْ عَالِمِ الْمَدِیْنَۃِ. الحدیث (رواہ مالك والترمذی)

''عنقریب لوگ دُور دراز سے سفر کر کے علم حاصل کرنے آئیں گے پس وہ کسی عالم کو عالم مدینہ سے بڑھ کر نہ پائیں گے۔''

لُٹی ہے ایسی بہارِ گلشن کہ کوئی غنچہ نہ کِھل سکے گا

ہزار باغباں تو ہوں گے حسین احمد نہ مل سکے گا

ہزاروں علماء و فضلاء اَور اَولیاء اللہ پیدا ہوں گے مگر سیدی و مرشدی و مولائی حضرت شیخ الاسلام مولانا سید حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسی خصوصیت کے مالک شاید کم پیدا ہو سکیں۔

تاریخ شاہد ہے کہ خیر القرون سے جتنا بُعد ہوتا جائے گا قحط الرجال ہونا اَمر مستبعد نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ جامع صفات و کمالات شخصیتیں معدوم تو نہیں لیکن کمیاب ضرور ہیں چنانچہ اِس صدی میں حضرت شیخ الاسلام کا وجود اَیسا ہی تھا کہ جس کے بارے میں بجا طور پر کہا جا سکتا ہے کہ آپ اِس زمانہ میں اپنی خصوصیات کی وجہ سے ایک بے مثل شخصیت تھے۔

خصوصیتِ نسبی :

مذہب اِسلام میں شرافت و بزرگی کا انحصار نسب پر نہیں بلکہ حسب الارشاد باری تعالیٰ اَکْرَمَکُمْ عِنْدَ اللّٰہِ اَتْقٰکُمْ اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ شریف وہی ہیں جو تم میں سے زیادہ متقی ہیں۔

آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں :

اِنَّ اللّٰہَ لَا یَنْظُرُ اِلٰی صُوَرِکُمْ وَاَمْوَالِکُمْ وَلٰکِنْ یَّنْظُرُ اِلٰی قُلُوْبِکُمْ وَاَعْمَالِکُمْ. (مشکوۃ شریف ص ۴۵۴)

''بے شک اللہ تعالیٰ تمہاری صورتوں اَور مالوں کو نہیں دیکھتا وہ تو تمہارے دِلوں اَور اعمال کو دیکھتا ہے۔''

حضرت شیخ الاسلامؒ اِرشاد فرمایا کرتے تھے :

نہ گوری کو دیکھو نہ کالی کو دیکھو
پیا جس کو چاہے سہاگن وہی ہے

لیکن طہارتِ نفس اَور اعمالِ صالحہ کے ساتھ ساتھ شرافتِ نسبی بھی حاصل ہو تو نُوْرٌ عَلٰی نُوْرٍ الحمدللہ کہ حضرت شیخ الاسلامؒ حسینی سید ہیں، والد صاحب سیّد حبیب اللہؒ حضرت مولانا فضل رحمٰن صاحب گنج مرادآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے اَرشد الخلفاء اَور ایک باخدا پاکباز بزرگ ہیں۔ والدہ محترمہ بھی ایک ذاکرہ شاغلہ اَور خدا رَسیدہ خاتون ہیں۔ [۱]

حضرت شیخ الاسلامؒ نے شرافتِ نسبی کے سلسلہ میں والد صاحب مرحوم کا ایک خواب نقشِ حیات میں نقل کیا ہے تحریر فرماتے ہیں :

''والد صاحب مرحوم فرماتے تھے میں نے اَوائلِ عمر میں ایک خواب دیکھا تھا کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا ایک بڑے تالاب کے کنارے بڑے درخت کے نیچے بیٹھی ہوئی چرخہ کات رہی ہیں اَور میں اپنے آپ کو بچہ پاتا ہوں اَور تالاب کے دُوسرے کنارے پر ہوں۔ میں نے دیکھا کہ میں دریا میں تیرتا ہوا اُن کی طرف اِس طرح جا رہا ہوں کہ جیسے بچہ اپنی ماں کے پاس جاتا ہے میں خواب ہی میں اُن کو ماں سمجھ رہا ہوں اَور وہاں پہنچ گیا ہوں۔ ہجرت کرنے کے بعد اُنہوں نے مدینہ منورہ میں اِس کو ذکر کیا اَور فرمایا کہ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا مطلب تھا۔ میں نے عرض کیا مطلب تو ظاہر ہے آپ سمندر کے دُوسرے کنارے پر تھے ہجرت کر کے مدینہ منورہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے پاس پہنچ گئے۔ نسبی سلسلہ میں وہ ماں ہیں ہی۔''

نیز ایک مرتبہ فرمایا کہ مجھ کو نسب نامہ کی تلاش تھی تو میں نے خواب میں دیکھا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار جہاد کو جا رہے ہیں اَور میں اُن کے پاس کھڑا ہوا ہوں تو مجھ کو فرمایا کہ تو میری اَولاد

---

[۱] نسبی شرافت بہرحال ایک اہمیت رکھتی ہے جس کو نظر اَنداز نہیں کیا جا سکتا ہے اَصل کے اعتبار سے جوہرِ خالص ہر حال میں قیمت رکھتا ہے اَور زنگ آلود لوہا کسی کام کا نہیں ہوتا، بقول سعدیؒ خرِ عیسیٰ ہزار بار مکہ ہو آئے گدھا ہی رہتا ہے۔

میں سے ہے۔(نقش حیات ص۱۰۱۹ ج۱۰)

سطورِ ذیل میں حضرت ؒ کا نسب نامہ پیش کیا جارہا ہے :

حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب بن سیّد حبیب اللہ صاحب بن سیّد جہانگیر بخش صاحب بن شاہ نور اشرف صاحب بن شاہ مدن صاحب بن شاہ محمد ماہ شاہی بن شاہ خیر اللہ صاحب بن شاہ صفت اللہ صاحب بن شاہ محبّ اللہ صاحب بن شاہ محمود صاحب بن شاہ لدن بن شاہ قلندر بن شاہ منور بن شاہ راجو بن شاہ عبدالواحد بن شاہ محمد زاہد ل بن شاہ نور الحق صاحب بن شاہ سید شاہ زید بن شاہ احمد زاہد بن سید شاہ حمزہ بن سید شاہ ابوبکر بن سید شاہ عمر بن سید شاہ محمد بن حضرت مخدوم سید شاہ احمد توختہ تمثال رسول اللہ ﷺ بن سید علی بن سید حسین بن سید محمد مدنی بن سید حسین بن سید موسیٰ حمصہ بن سید علی بن سید حسین اصغر بن سید زین العابدین بن سیدنا امام حسین نبیرۂ سیدنا رسول اللہ ﷺ

اِسمی خصوصیت :

اللہ تبارک وتعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو سِرَاجًا مُّنِیْرًا کے پیارے لقب کے ساتھ یاد فرمایا ہے حسنِ اتفاق سے حضرت شیخ الاسلام ؒ کا تاریخی نام بھی ''چراغِ محمد'' ہے (م:۱۲۶۹ھ)۔ آپ کا اصلی نام حسین احمدؒ اور بڑے بھائی کا نام محمد صدیق ؒ دُوسرے بھائی کا نام سیّد احمدؒ ایک بھائی کا نام سیّد جمیل احمد اَور ایک بھائی کا نام سیّد محمود ہے، اِن تمام اسماء کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے مندرجہ ذیل اَحادیث ملاحظہ فرمائیے :

مَنْ وُلِدَ لَہٗ ثَلٰثَۃٌ فَلَمْ یُسَمِّ اَحَدَھُمْ مُحَمَّدًا فَقَدْ جَھِلَ . (الحدیث)

''جس کے تین لڑکے پیدا ہوئے اَور اُن میں سے کسی کا نام محمد نہیں رکھا، جہالت کی۔''

عَنْ عَلِیٍّ قَالَ لَمَّا وُلِدَ الْحَسَنُ سَمَّاہُ حَمْزَۃُ فَلَمَّا وُلِدَ الْحُسَیْنُ سَمَّاہُ جَعْفَرُ قَالَ فَدَعَانِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ اِنِّیْ اُمِرْتُ اَنْ اُغَیِّرَ اسْمَ ابْنَیْ ھٰذَیْنِ فَقُلْتُ اَللّٰہُ وَرَسُوْلُہٗ اَعْلَمُ فَسَمَّاہُ حَسَنًا وَحُسَیْنًا.(رواہ احمد وموصلی والبزار والکبیر. جمع الفوائد باب الاسماء والکُنٰی)

''حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جب حضرت حسن رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو اِن

کا نام حمزہ رکھا اَور جب حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو اِن کا نام جعفر رکھا۔ فرماتے ہیں چنانچہ مجھے حضور ﷺ نے بُلایا اَور فرمایا کہ مجھے حکم دیا گیا ہے کہ میں اپنے اِن دونوں بیٹوں کا نام بدل دُوں۔ میں نے عرض کیا اللہ اَور اُس کا رسول زیادہ جانتا ہے پس آپ ﷺ نے اِن دونوں کا نام حسن اَور حسین رکھا۔ حسنِ اِتفاق سے حضرت شیخ الاسلامؒ کے دونوں ناموں میں آنحضرت ﷺ کے پسندیدہ اسماء ''محمد'' اور ''حسین احمد'' موجود ہے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فَنَاءٌ فِی الرَّسُوْل بنانے کے لیے شروع ہی سے منتخب فرمالیا تھا۔

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

طالبِ علمی کی خصوصیات :

یہ بھی حسنِ اِتفاق ہے کہ آپ کی اُردو کی تعلیم پدرِ بزرگوار (حبیب عجمی ثانی) کے سامنے ہوئی اَور شفیق باپ نے علم کے ساتھ ساتھ رُوحانی اَدب سکھایا کہ جس کی وجہ سے آپ جب ۱۳ سال کی عمر ۱۳۰۹ھ میں دیوبند پہنچے تو اَساتذہ کا حد درجہ احترام اَور اُن کی خدمت کرتے تھے چنانچہ نقشِ حیات میں تحریر فرماتے ہیں :

''اَور چونکہ میں حساب اَور تحریر وغیرہ سے بخوبی واقف تھا خط بھی فی الجملہ اچھا تھا اِس لیے اَساتذہ کے یہاں خانگی خطوط اَور خانگی حسابات کی خدمت اَور گھروں میں جانا اَور پردہ کا نہ کیا جانا وغیرہ کا سلسلہ کئی برس تک جاری رہا بالخصوص حضرت شیخ الہندؒ کی اہلیہ محترمہؒ بہت زیادہ شفقت فرماتی تھیں، مستوراتی منشی مشہور ہوگیا تھا۔ (نقشِ حیات ص ۴۳ ج ۱)

چنانچہ اِس خداداد جذبۂ خدمت اَور اِشتغال بالعلم نے آپ کو اَساتذہ کا منظورِ نظر بنادیا تھا۔ حضرت شیخ الہندؒ نے باوجودیکہ اُوپر کی بڑی کتابوں کا درس دیتے تھے لیکن اِس فرزندِ اَرجمند کو ہونہار اَور سعادت مند دیکھتے ہوئے خارج اَوقات میں اِبتدائی کتابیں بھی خود ہی پڑھائیں۔ اِن تمام توجہات اَور شفقتوں کا یہ نتیجہ نکلا کہ آپ دارُالعلوم کے امتحانِ سالانہ میں اَوّل نمبروں سے کامیاب ہوتے رہے۔ (جاری ہے)

ختمِ بخاری شریف

جامعہ مدنیہ جدید میں تقریب ختمِ بخاری شریف کی مختصر رُوداد

۱۴؍رجب المرجب مطابق ۲۷؍جون بروز اِتوار صبح ساڑے نو بجے جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری کی مبارک اَور مختصر تقریب ہوئی۔

تقریب کا آغاز قاری مختار الدین صاحب کی تلاوت سے ہوا پھر جامعہ مدنیہ جدید کے فضلاء میواتی برادران نے اپنے مخصوص اَنداز میں نعت پڑھی، بعد اَزاں اُنہوں نے بانیٔ جامعہ حضرت اَقدسؒ پر ایک جاندار نظم پیش کی۔ اِس کے بعد اُستاذ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن صاحب نے مختصر بیان فرمایا۔

بعد اَزاں باغبانِ گلشن حامد مہتمم جامعہ شیخ الحدیث حضرتِ اقدس مولانا سید محمود میاں صاحب تشریف لائے۔ آپ نے بخاری شریف کی آخری حدیث کا درس دیا اَور اپنے شاگردوں کو اَنمول نصائح اور شفقت بھری دُعاؤں سے نوازا اَور آخر میں اساتذہ کرام نے عزیز طلباء کی دستار بندی کی۔ اِس طرح یہ مبارک محفل حضرت مہتمم صاحب کی دُعا پر اِختتام پزیر ہوئی۔

اَوّل پوزیشن حاصل کرنے والے مولوی امین الرحمٰن بن سیّد خان، مولوی محمد سیف اللہ بن محمد رحیم کو پہلا اِنعام دیا گیا جبکہ مولوی سیف الرحمٰن بن کشور خان کو دُوسرا اَور مولوی محمد عثمان بن عبدالحمید ساجد کو تیسرا اِنعام دیا گیا۔

اِس سال جامعہ مدنیہ جدید میں طلباء کو کمپیوٹر کی تعلیم بھی دی گئی، جامعہ کے فاضل مولوی محمد عطاء اللہ صاحب مخدوم کی زیرِ نگرانی دورۂ حدیث کے پندرہ طلباء نے کمپیوٹر کی تعلیم حاصل کی جنہوں نے امتحان میں کامیابی کے بعد اَسناد حاصل کیں۔

اللہ تعالیٰ اِس اِدارے کی اور تمام دینی مدارس و مکاتب کی حفاظت فرمائے اور اِن کی تمام دینی و ملی خدمات کو قبولیت سے سرفراز فرما کر مزید کی توفیق عطاء فرمائے، آمین بحرمۃ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

شَهَادَةُ الْعَالَمِيَّةِ فِى الْعُلُوْمِ الْعَرَبِيَّةِ وَالْاِسْلَامِيَّةِ

اسماء گرامی طلباء شریك دورۂ حدیث شریف ۱۴۳۱ھ/۲۰۱۰ء

اللہ تعالیٰ کے فضل سے اِس سال جامعہ مدنیہ جدید میں دورۂ حدیث شریف کے 108 طلباء نے اَسناد حاصل کیں، فارغ ہونے والے طلباء کے نام مع نتائج درج ذیل ہیں۔ (ادارہ)

نمبرشمار	نام	ولدیت	ضلع	حاصل کردہ نمبر %	درجہ
1	اشرف علی	نور محمد	لاهور	59	جید
2	اشفاق حسین	شیر محمد	ساهیوال	83	ممتاز
3	اَصدق اللّٰه	اَحمد اللّٰه	مستونگ	72	جید جدًا
4	امجد حسین	محمد اِسماعیل	قصور	60	جید جدًا
5	امین الرحمٰن	سیّد خان	مردان	89	ممتاز (اوّل)
6	اِنعام الحسن	عبد الحنان	لاهور	60	جید جدًا
7	اِنعام اللّٰه خان	پیر آدم خان	ٹانك	57	جید
8	پیر محمد	حاجی صالح محمد	پشین	72	جید جدًا
9	تاجمل خان	محبّ اللّٰه	مانسهره	58	جید
10	جهانگیر احمد	راج محمّد	راولپنڈی	60	جید جدًا
11	حبیب الرحمٰن	عبد اللّٰه خان	ژوب	51	جید

12	حبیب الرحمٰن خان	نوشیر خان	کوھستان	73	جید جدًا
13	حبیب اللّٰہ	محمد نظیم	استور	51	جید
14	حافظ اشتیاق الرحمٰن	حافظ محمد شفیق	سرگودھا	69	جید
15	حافظ عبد الوھاب	قاری امجد سعید	لاھور	59	جید
16	حافظ محمد عبد اللّٰہ	محمد اعظم	مستونگ	70	جید جدًا
17	حسن معاویہ	حافظ نذر حسین	ملتان	74	جید جدًا
18	حیات اللّٰہ	محمد اسماعیل	لاھور	65	جید جدًا
19	جلال الدین	محراب الدین	چترال	71	جید جدًا
20	جھانزیب	نعیم خان	شانگلہ	60	جید
21	ذبیح اللّٰہ	محمد مختیار	کوھاٹ	57	جید
22	رحمت اللّٰہ	نظر محمّد	چھار درہ	80	ممتاز
23	رحیم گل	اسلام گل	مردان	69	جید جدًا
24	زکریا	محمد مختیار	کوھاٹ	68	جید جدًا
25	سعید احمد	محمّد عمر	قصور	73	جید جدًا
26	سعید الرحمٰن	محمّد حنیف	چکوال	58	جید
27	سعید اللّٰہ حمید میو	قاری عبد الحمید میو	ملتان	64	جید جدًا
28	سُھیل اَسد	صابر حسین	مانسھرہ	49	مقبول
29	سیف الدین	محمّد حسین	قصور	50	جید

30	سیف الرحمٰن	کشور خان	اَٹک	88	ممتاز(دوم)
31	شاکر اللّٰہ	شمس الرحمٰن	بٹگرام	49	مقبول
32	شاکر معاویہ	محمّد شاھنواز	جھلم	61	جید جدًا
33	شعبان علی	محمّد اشرف	گوجرانوالہ	60	جید جدًا
34	شفیق الرحمٰن	محمّد نواز	ملتان	83	ممتاز
35	شفیق الرحمٰن	مولوی منظور احمد	رحیم یارخان	40	مقبول
36	شمس العارفین	جنگریز	بٹگرام	44	مقبول
37	شھزاد اَحمد	محمد سردار	قصور	51	جید
38	عابد علی	نذر حسین	اَوکاڑہ	64	جید جدًا
39	عامر شھزاد	بھرام	مانسھرہ	77	جید جدًا
40	عبد الحنان	حاجی عبد اللّٰہ	ژوب	85	ممتاز
41	عبد الحنان	عبد الرحمٰن	لکی مروت	81	ممتاز
42	عبد الرحمٰن	عبد اللطیف	گوادر	54	جید
43	عبد الرحیم	خیال گل	لاھور	75	جید جدًا
44	عبد العزیز	سیّد حضرت	مانسھرہ	73	جید جدًا
45	عبدالقیوم	محمد صدیق	چکوال	43	مقبول
46	عبداللطیف	عزیز محمد	مانسھرہ	66	جید جدًا
47	عبد المنان	عبد الحمید	نوشکی	66	جید جدًا

48	عثمان امتیاز	امتیاز احمد	جہلم	78	جید جدًا
49	عزیز الرحمٰن	محمد اسماعیل خان	لکی مروت	71	جید جدًا
50	علی نذیر	نذیر احمد	سیالکوٹ	69	جید جدًا
51	فیصل ندیم	قاضی بیدار	ھری پور	80	ممتاز
52	گل نواز	رُستم خان	قصور	52	جید
53	گل نواز	محمد اقبال	میانوالی	65	جید جدًا
54	لعل انور	خیال اکبر	کوھاٹ	46	مقبول
55	محمد ابوبکر	اللّٰہ دتہ	جھنگ	56	جید
56	محمد ابوبکر عباس	اللّٰہ ڈیوایا	مظفر گڑہ	51	جید
57	محمد احسان الحق	عبد الحق	مظفر گڑہ	76	جید جدًا
58	محمد اَرشد	فتح محمد	قصور	57	جید
59	محمد اِسحاق	شفیع محمد	کوئٹہ	48	مقبول
60	محمد اکرم	سلطان احمد	اَوکاڑہ	55	جید
61	محمد اِلیاس	حاجی محمود	کراچی	62	جید جدًا
62	محمد آصف مصطفٰی	منیر احمد شاکر	شیخوپورہ	65	جید جدًا
63	محمد بلال	عبد الرحیم	کراچی	57	جید
64	محمد خُبیب	جعفر علی	قصور	76	جید جدًا
65	محمد رضوان	محمد رمضان	قصور	56	جید

66	محمد رمضان	فلك شير	خانيوال	64	جيد جدًا
67	محمد رياست	عبد الرحمٰن	مانسهره	52	جيد
68	محمد ريحان	محمد اشفاق	بهاولنگر	51	جيد
69	محمد زاهد	منظور احمد	راجن پور	72	جيد جدًا
70	محمد زكريا	جمال الدين	قصور	57	جيد
71	محمد ساجد	فيض محمد	كوئٹه	56	جيد
72	محمد ساجد مسعود	محمد رفيق	خانيوال	48	مقبول
73	محمد سعد اللّٰه خان	حافظ على محمد خان	مظفر گڑه	58	جيد
74	محمد سيف اللّٰه	محمد رحيم	جنوبى وزيرستان	89	ممتاز(اوّل)
75	محمد شاهد	محمد حنيف	اَوكاڑه	40	مقبول
76	محمد شهباز	محمد اسلم	هرى پور	50	جيد
77	محمد شهزاد	روزدار خان	قصور	69	جيد جدًا
78	محمد شيراز خان	محمد يوسف خان	مانسهره	70	جيد جدًا
79	محمد صديق خلجى	محمد اكرم	كوئٹه	70	جيد جدًا
80	محمد طاهر زمان	محمد اسلم	ڈيره غازى خان	47	مقبول
81	محمد عاطف جليل	محمد جليل	كوهاٹ	56	جيد
82	محمد عامر اخلاق	اخلاق احمد	لاهور	75	جيد جدًا
83	محمد عباس	عزيز الرحمٰن	هرى پور	78	جيد جدًا

84	محمد عتیق الرحمٰن	عبد الغفور	ٹوبہ ٹیک سنگھ	58	جید
85	محمد علی	علیم الدین	جہلم	71	جید جدًا
86	محمد عثمان	عبد الحمید ساجد	بھکر	86	ممتاز(سوم)
87	محمد عثمان	محمد اسماعیل	کوئٹہ	73	جید جدًا
88	محمد عطاء اللہ مخدوم	محمد حنیف مخدوم	لاہور	69	جید جدًا
89	محمد عمر	محمد سلیمان سلیم	قصور	46	مقبول
90	محمد عمر اِرشاد	شیخ محمد اِرشاد	منڈی بہاؤالدین	76	جید جدًا
91	محمد عمران خان	محمد اشرف خان	فیصل آباد	62	جید جدًا
92	محمد عمران علی	محمد یونس	لاہور	58	جید
93	محمد معین	محمد عاشفین	لاہور	52	جید
94	محمد ممتاز	صابر	ڈیرہ غازی خان	49	مقبول
95	محمد ندیم	احمد علی	سرگودھا	78	جید جدًا
96	محمد ندیم	بشیر احمد	مظفر گڑھ	54	جید
97	محمد نسیم	محمد اعظم	بٹگرام	73	جید جدًا
98	محمد نعیم صدیق	محمد صدیق	نارووال	69	جید جدًا
99	محمد وسیم اَرشد	محمد اَرشد	وھاڑی	84	ممتاز
100	محمد ہارون	عطاء الرحمٰن	لاہور	53	جید
101	میر اکبر	علی اکبر	مردان	52	جید

102	میراز مقبول	محمد مقبول خان	پونچھ	57	جید
103	معراج الدین صدیقی	قیوم گل	شانگلہ	56	جید
104	نثار احمد	محمد اسماعیل	قصور	82	ممتاز
105	نصر اللّٰہ اقبال بھٹی	محمد عبد اللّٰہ	جھنگ	64	جید جدًا
106	نعمت اللّٰہ	موسٰی	چاغی	46	مقبول
107	نعمت خان	فیروز خان	کوہاٹ	46	مقبول
108	نور محمد	رعیدان	مانسہرہ	44	مقبول

وفیات

☆ مولانا سیّد مسعود میاں صاحب کے خُسر محترم جناب سیّد تخلیص حسین صاحب زیدی گزشتہ ماہ کراچی میں وفات پا گئے۔ ☆ محترم چوہدری محمد حسین صاحب اَور چوہدری غلام حسین صاحب کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ طویل علالت کے بعد لاہور کے مضافات کماس میں وفات پا گئیں ، مرحومہ بہت نیک دل خاتون تھیں، اللہ تعالیٰ اپنے جوارِ رحمت میں جگہ عطا فرمائے اور پسماندگان کو صبر جمیل کی توفیق نصیب ہو۔ ☆ جناب حاجی جیون صاحب گزشتہ ماہ جوہر آباد میں وفات پا گئے۔ ☆ مولوی خبیب صاحب فاضل جامعہ مدنیہ جدید کی والدہ صاحبہ گزشتہ ماہ وفات پا گئیں اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ.

اللہ تعالیٰ جملہ مرحومین کی مغفرت فرما کر جنت الفردوس میں جگہ عطاء فرمائے اَور اہل خانہ کو صبر جمیل نصیب ہو۔ جامعہ مدنیہ جدید اَور خانقاہِ حامدیہ میں اَیصالِ ثواب کرایا گیا۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمائے، آمین۔

قسط : ۱۸

تربیتِ اَولاد

﴿ اَزافادات : حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ ﴾

زیرِنظر رسالہ ''تربیتِ اولاد'' حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے افادات کا مرتب مجموعہ ہے جس میں عقل و نقل اور تجربہ کی روشنی میں اَولاد کے ہونے ، نہ ہونے ، ہوکر مرجانے اور حالتِ حمل اور پیدائش سے لے کر زمانۂ بلوغ تک رُوحانی وجسمانی تعلیم وتربیت کے اِسلامی طریقے اورشرعی احکام بتلائے گئے ہیں۔ پیدائش کے بعد پیش آنے والے معاملات ، عقیقہ، ختنہ وغیرہ اُمور تفصیل کے ساتھ ذکر کیے گئے ہیں، مرد عورت کے لیے ماں باپ بننے سے پہلے اور اُس کے بعد اِس کا مطالعہ اولاد کی صحیح رہنمائی کے لیے انشاء اللہ مفید ہوگا۔ اِس کے مطابق عمل کرنے سے اَولاد نہ صرف دُنیا میں آنکھوں کی ٹھنڈک ہوگی بلکہ ذخیرۂ آخرت بھی ثابت ہوگی اِنشاءاللہ۔ اللہ پاک زائد سے زائد مسلمانوں کو اِس سے استفادہ کی توفیق نصیب فرمائے۔

بچوں کی تعلیم وتربیت کے مدارج اَور اُس کے طریقے :

اَصل ضرورت علمِ دین کی ہے اَب اِس کی فہرست بتلاتا ہوں :

☆ سب سے پہلے بچہ کو کلمہ شریف سِکھا دو خواہ ایک ہی کلمہ ہو، جس کو عورتیں بہت آسانی سے سِکھا سکتی ہیں۔

☆ نیز بچہ کو اَحکام کی زبانی تعلیم بھی دیتی رہو مثلاً اللہ تعالیٰ سے دُعا مانگنا اَور یہ بتلانا کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دیتے ہیں اَور اللہ تعالیٰ کی ذات کی جو صفات ہیں وہ بتلاؤ مثلاً سب چیزوں کو اُنہوں نے ہی پیدا کیا، وہی جِلاتے (پیدا کرتے) ہیں، اُن کو تمام چیزوں کی خبر ہے۔

☆ اگر بچہ شرارت کرے تو کہو کہ اللہ میاں ناراض خفا ہوں گے۔ اَور جو علوم اُن کے مناسب ہیں عورتیں اُن کے ذہن میں خوب ڈال سکتی ہیں، بار بار کہتے رہنے سے بچہ کو یقین ہو جائے گا کہ اللہ تعالیٰ کو سب

چیزوں کی خبر ہے، عورتوں کو چاہیے کہ اُن کے خیالات درست کریں۔

☆ اِس کے بعد جب اُن کو اَور ہوش ہو تو چھوٹی سورتیں قرآن شریف کی یاد کرادیں۔

☆ جب سات برس کے ہوں تو نماز پڑھنے کا طریقہ بتلادیں۔ اَور دس برس کی عمر میں مار کر پڑھوائیں لیکن اُن کو نماز کے بارے میں کوئی بھی کچھ نہیں کہتا۔ اگر کوئی بچہ امتحان میں فیل ہو جائے تو اُس پر افسوس ہوتا ہے لیکن اگر نماز سال بھر نہ پڑھے تو ذرا بھی اَفسوس نہیں ہوتا۔ اِسلام زبانِ حال سے شکایت کر رہا ہے کہ اَفسوس میری طرف بالکل توجہ نہیں رہی، میں تم کو غیرت دِلاتا ہوں یہ بتلائیے کہ اِس کی حفاظت آپ کے ذمہ ہے یا نہیں؟ اگر ہے تو کیوں نہیں کی جاتی؟ کیا یہود و نصاری اِس کی حفاظت کریں گے؟ یا ہندو مجوس اِس کی حمایت کریں گے؟ جب اپنے سامان کی مالک ہی حفاظت نہ کرے تو اَور کون کرے گا۔

الغرض بچوں کی تعلیم کی ابتداء نماز سے کی جائے اَور اِس کو عادتِ ثانیہ بنایا جائے۔ جب بچہ دس برس کا ہو جائے اَور نماز نہ پڑھے تو اُس کو مارو پیٹو۔ غرض بچپن ہی میں نماز کے طریقہ کی تعلیم دو۔

☆ جب سیانا ہو جائے، لڑکا ہو یا لڑکی، اُس کو علمِ دین پڑھائیں قرآن پڑھائیں، اگر قرآن شریف پورا نہ ہو تو ایک ہی منزل پڑھادی جائے آخر کی طرف سے پڑھادیں۔ اِس کی چھوٹی چھوٹی سورتیں نماز میں کام آئیں گی نیز قرآن شریف کے پڑھنے میں ہر حرف پر دس دس نیکیاں ملتی ہیں۔

نماز روزہ اَور اچھی عادتیں سِکھلانا عورتوں پر لازم ہے :

بعض عورتیں اگر خود نماز پڑھ لیتی ہیں تو وہ اپنے بچوں اَور ماماؤں (نوکرانیوں) کو نماز کے واسطے نہیں کہتیں۔ بچوں کی پرورش زیادہ تر ماماؤں کی آغوش میں ہوتی ہے۔ لہٰذا اِن کو اخلاقِ حسنہ سکھلانا اَور نماز وغیرہ کی تعلیم دینا عورتوں کے ذمہ ضروری ہے، اِس میں ہرگز غفلت نہ کریں۔

جب بچہ سات برس کا ہو جائے اُس وقت سے نماز کی تاکید شروع کردیں اَور جب دس سال کا ہو جائے تو مار پیٹ کر نماز پڑھائیں۔ اَطباء نے لکھا ہے کہ اَچھے اَخلاق اَور نیک اعمال کا اَثر صحت پر بھی اچھا ہوتا ہے۔ جس بچہ کو نیک کاموں کی عادت ہوگی اُس کی صحت بھی عمدہ ہوگی۔ عورتوں کو بچوں کی صحت کا بہت خیال ہوتا ہے اِس لیے میں نے یہ فائدہ بھی بتلادیا ہے۔ اگر دین کا خیال نہ ہو تو صحت کا ہی خیال کر کے بچوں کو نماز وغیرہ کی تاکید کرتی رہیں۔ (باقی صفحہ ۶۰)

اُمتِ مسلمہ کی مائیں رضی اللہ عنہن قسط : ۱۷

حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا

﴿ حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمہ اللہ بلند شہری ﴾

نزولِ حجاب :

اَب تک پردہ کا حکم نازل نہیں ہوا تھا اَور آنحضرت ﷺ نے جب حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے شادی کرنے کے موقع پر ولیمہ کیا تو اِس موقع پر جب لوگ دعوتِ ولیمہ کھانے کے لیے آنحضرت ﷺ کے دولت کدہ پر حاضر ہوئے تو آپ ﷺ کی نئی دُلہن حضرت زینب رضی اللہ عنہا دیوار کی طرف منہ کر کے (علیحدہ پردہ ڈالے بغیر) بیٹھی رہیں حتی کہ پردہ کا حکم نازل ہو گیا جس کی تفصیل حضرت اَنس رضی اللہ عنہ اِس طرح روایت فرماتے ہیں کہ پردہ کا حکم کب اُترا اَور کیوں کر اُترا، اِس کو میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں۔ سب سے پہلے پردہ کا حکم اُس وقت نازل ہوا جبکہ آنحضرت ﷺ نے حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا سے نکاح کرنے کے بعد رات گزارنے پر صبح کو ولیمہ کیا۔ چنانچہ آپ ﷺ نے لوگوں کو بُلایا لوگ آئے اَور کھانا کھا کر چلے گئے لیکن چند آدمی وہیں باتیں کرتے ہوئے رہ گئے اَور بہت دیر لگادی۔ آپ ﷺ کو اِس سے بہت تکلیف ہوئی۔ آپ چاہتے تھے کہ یہ لوگ چلے جاویں لیکن لحاظ کی وجہ سے اُن سے جانے کو فرما نہ سکے بلکہ اُن کو اُٹھانے کے لیے یہ عمل کیا کہ خود آپ ﷺ وہاں سے چل دیے اَور میں بھی آپ کے ساتھ چل کھڑا ہوا تا کہ وہ لوگ مکان سے نکل جاویں حتّٰی کہ آپ ﷺ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے پھر یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اَب وہ لوگ چلے گئے ہوں گے۔ میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ واپس ہو گیا، آکر دیکھا وہ لوگ اَبھی بیٹھے ہی ہیں لہٰذا آپ ﷺ پھر واپس ہوئے اَور میں آپ کے ساتھ تھا حتی کہ آپ پھر حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ کی چوکھٹ تک آئے اَور یہ سمجھ کر واپس ہو گئے کہ اَب چلے گئے ہوں گے، میں بھی آپ کے ساتھ واپس ہو گیا۔ اس مرتبہ آکر دیکھا کہ لوگ چلے گئے ہیں اِس کے بعد آپ نے میرے اَور اپنے درمیان پردہ ڈال دیا اَور پردہ کی آیت نازل ہو گئی۔

یہ بخاری شریف کی روایت ہے۔ مسلم شریف کی ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ نکل گئے تو میں بھی آپ ﷺ کے ساتھ اَندر جانے لگا۔ لہٰذا آپ ﷺ نے میرے اَور اپنے درمیان پردہ ڈال لیا اَور پردہ کا حکم نازل ہوا اَور لوگوں کو نصیحت ہوئی۔ پردہ کی جو آیت اُس وقت نازل ہوئی یہ ہے :

یٰۤاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتَ النَّبِیِّ اِلَّاۤ اَنْ یُّؤْذَنَ لَكُمْ اِلٰی طَعَامٍ غَیْرَ نٰظِرِیْنَ اِنٰىهُ وَلٰكِنْ اِذَا دُعِیْتُمْ فَادْخُلُوْا فَاِذَا طَعِمْتُمْ فَانْتَشِرُوْا وَلَا مُسْتَاْنِسِیْنَ لِحَدِیْثٍ اِنَّ ذٰلِكُمْ كَانَ یُؤْذِی النَّبِیَّ فَیَسْتَحْیٖ مِنْكُمْ وَاللّٰهُ لَا یَسْتَحْیٖ مِنَ الْحَقِّ وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْـَٔلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ . (سورۂ احزاب)

''اے ایمان والو! نبی (ﷺ) کے گھروں میں (بُلائے بغیر) مت جایا کرو مگر جس وقت تم کو کھانے کے لیے اِجازت دی جائے ایسے طور پر کہ اُس کی تیاری کے منتظر نہ ہو لیکن جب تم کو بُلایا جائے تب جایا کرو پھر جب کھانا کھا چکو تو اُٹھ کر چلے جایا کرو اَور باتوں میں جی لگا کر مت بیٹھے رہا کرو۔ اِس بات سے نبی (ﷺ) کو ناگواری ہوتی ہے سو وہ لحاظ کی وجہ سے تم سے شرماتے ہیں اَور اللہ صاف بات فرمانے سے لحاظ نہیں فرماتا اَور جب تم نبی (ﷺ) کی بیویوں سے کوئی چیز مانگو تو پردہ کے باہر سے مانگا کرو، یہ بات تمہارے اَور اُن کے دِلوں کو پاک رہنے کا عمدہ ذریعہ ہے۔''

حضرت اَنس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ آیت سب سے پہلے میں نے سنی۔ یہ بھی فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے باہر نکل کر لوگوں کو یہ آیت سنادی۔ (مسلم شریف)

فائدہ :

حضرت سودہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے اَحوال میں بخاری شریف کی ایک روایت ہم نقل کر کے آئے ہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ پردہ کا حکم اُن کی وجہ سے اُترا اَور اِس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے نکاح کے بعد نازل ہوا لیکن اِس میں کچھ خاص اِشکال کی بات نہیں ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اُن ہی دِنوں میں جبکہ حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے نکاح ہوا حضرت سودہ رضی اللہ عنہا بھی حسبِ معمول

قضائے حاجت کے لیے جنگل جارہی ہوں اَور حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اُن سے وہ بات کہہ دی ہو جو حضرت سودہ رضی اللہ عنہا کے تذکرہ میں گزر چکی ہے اَور نزولِ حجاب کے دونوں سبب بیک وقت جمع ہو گئے ہوں۔

عبادت اَور تقوی :

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا بڑی عبادت گزار تھیں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اِن کے متعلق فرمایا کہ میں نے کبھی کوئی عورت زینب رضی اللہ عنہا سے بہتر نہیں دیکھی۔ اِن سے زیادہ اللہ سے ڈرنے والی سچ بولنے والی صلہ رحمی کرنے والی اَور صدقہ کرنے والی میں نے کوئی عورت نہیں دیکھی۔

جب حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو منافقین نے تہمت لگائی جس کا واقعہ گزر چکا ہے تو حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا نے صاف کھلے اِلفاظ میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاکدامنی کا اِظہار کیا اَور آنحضرت ﷺ کے سوال کرنے پر عرض کیا **یَارَسُوْلَ اللّٰہِ اَحْمِیْ سَمْعِیْ وَ بَصَرِیْ مَاعَلِمْتُ خَیْرًا** میں اپنے کانوں اَور آنکھوں پر تہمت نہیں دھرتی ہوں میں تو عائشہ رضی اللہ عنہا کو خیر کے علاوہ اَور کسی کام میں نہیں جانتی ہوں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آنحضرت ﷺ کی ازواجِ مطہرات میں زینب رضی اللہ عنہا ہی کو یہ مقام حاصل تھا کہ (مرتبہ میں) میرا مقابلہ کرتی تھیں۔ اُن کی پرہیز گاری کی وجہ سے اللہ نے اُن کو جھوٹ کہنے سے روک لیا، اگر اُن کے دِل میں اللہ کا خوف نہ ہوتا تو سوکن کی عزت گھٹانے کے لیے جھوٹ موٹ باتیں بنا کر تہمت کو قوی کر سکتی تھیں۔

حضرت اُمِ سلمہ رضی اللہ عنہا نے حضرت زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا کے متعلق فرمایا :

وَکَانَتْ صَالِحَۃً صَوَّامَۃً قَوَّامَۃً صَنَّاعًا تَصَدَّقُ بِذٰلِکَ کُلِّہٖ عَلَی الْمَسَاکِیْنِ .

''وہ بڑی ہی نیک تھیں، روزے بہت رکھتی تھیں، راتوں کو نماز پڑھتی تھیں، ہاتھ کی محنت سے کما کر سارا مسکینوں پر خیرات کر دیتی تھیں۔''

آنحضرت ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ زینب بنتِ جحش رضی اللہ عنہا **اَوَّاہٌ** ہیں۔ ایک صاحب اَور موجود تھے، اُنہوں نے سوال کیا **اَوَّاہٌ** کیا ہے؟ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جس میں خشوع ہو اَور اللہ کے سامنے روئے۔ (جاری ہے)

مسجد خانقاہِ سراجیہ میں منعقدہ رُوح پرور تقریب کی رُوئیداد

﴿ جناب عبدالرحمن صاحب ضیاء ﴾

مؤرخہ ۷؍مئی ۲۰۱۰ء بروز جمعۃ المبارک بعد اَز نمازِ جمعہ حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد مسجد خانقاہِ سراجیہ میں نہایت سادگی سے ایک پُروقار مجلس منعقد ہوئی جس میں حضرت کے پانچوں خلفاء حضرت حاجی عبدالرشید صاحب رحیم یارخان، حضرت مولانا نذر الرحمن صاحب رائیونڈ، حضرت مولانا عبدالغفور صاحب ٹیکسلا، حضرت مولانا گل حبیب صاحب بلوچستان، حضرت مولانا محب اللہ صاحب لورالائی اَور حضرتؒ کے خاندان کے تمام حضرات اَور خانقاہِ سراجیہ میں موجود سب مریدین اَور متوسلین شریک تھے۔

اِس مجلس میں پانچوں خلفاء نے متفقہ طور پر حضرت مولانا عزیز احمد صاحب اَور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو سلسلہ کی اِجازتِ خلافت اَور نسبتِ باطنیہ سے نوازا اَور دستارِ خلافت عنایت کی، اِس کے بعد حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کی مسند نشینی کا اعلان کیا گیا اَور حضرت مولانا عزیز احمد صاحب کو مجلس ختمِ نبوت جمعیت علماءِ اِسلام خانقاہ سراجیہ بنگلہ دیش اِنگلینڈ وغیرہ بیرون ممالک سے متعلقہ اُمور کا ذمّہ دار مقرر کیا گیا۔ اِس مجلس سے قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمن صاحب نے رُوح پَرَوَر بیان کیا پھر حاجی عبدالرشید صاحب نے خطاب کیا اَور دُعاء ہوئی اِس کے بعد تمام حاضرین نے حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کے ہاتھ پر تجدید بیعت کی۔

محتاجِ دُعا

عبدالرحمن ضیاء غفرلہٗ نقشبندی مجددی

خادم خانقاہِ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی

قائدِ جمعیت حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب دامت برکاتہم کا بیان

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الرُّسُلِ وَخَاتَمِ الْاَنْبِیَاءِ اَمَّابَعْدُ فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ . بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ . وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِہِ الرُّسُلُ أَفَاِنْ مَّاتَ اَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلٰی اَعْقَابِکُمْ وَمَنْ یَّنْقَلِبْ عَلٰی عَقِبَیْہِ فَلَنْ یَّضُرَّ اللّٰہَ شَیْئًا وَّسَیَجْزِی اللّٰہُ الشَّاکِرِیْنَ . صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ .

حضرات علماء کرام، قبلہ حضرت صاحب رحمہ اللہ کے تمام خلفاء اَور متوسلین و معتقدین! حضرت صاحب رحمہ اللہ کا وجودِ مسعود ہمارے لیے ایک بہت بڑا گھنا سایہ تھا آج وہ سایہ ہمارے سروں سے اُٹھ چکا ہے۔ تاریخ میں اَنبیاء علیہم السلام، اُن کی سرپرستی اَور قیادت سے اُمت محروم ہوئی ہے اَور یہ محرومی ہر زمانے میں اُمت کا بھی بہت بڑا خسارہ تصور کیا جاتا تھا، آج حضرت رحمہ اللہ کی رحلت ایک بار پھر پوری اُمت کے لیے ایک بہت بڑا خسارہ ہے پوری اُمت کے لیے ایک بہت بڑا دھچکا ہے اَور اِس کے سوا ہم کر بھی کیا سکتے ہیں کہ اپنے رب سے صبر کی دُعاء کریں اللہ سے تسلی مانگیں اللہ رب العزت کے علاوہ اِن غمزدہ دِلوں کو اَور کوئی تسلی نہیں دے سکتا۔ حضرتؒ کی جدائی سے ان کے متعلقین و متوسلین کو جو صدمہ پہنچا ہے اس صدمہ کا اِزالہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت و مہربانی سے ہی کر سکتا ہے۔ حضرتؒ کا یہ سانحۂ اِرتحال صرف اِس خانقاہ کا نقصان نہیں ہے صرف حضرت کی اَولاد کا نقصان نہیں ہے بلکہ یہ پوری اُمت کا نقصان ہے اَور کل کے جنازے کے اجتماع میں لوگوں کا یہ ہجوم اَور تاحدِّ نظر اِنسانوں کے سر ہی سر، یہ خالصتًا حضرتؒ سے عقیدت اَور رُوحانی تعلق ہی تھا کہ دُنیا میں اِس تعلق سے بڑھ کر اَور کوئی تعلق نہیں ہے۔

حضرتؒ نے دُنیا کی یہ محبت کیسے حاصل کی یہ قبولیت کیسے حاصل کی یہ جہاں جہاں کی محبتیں اَور رُوحانیت اَور یہ تمام عالَم کا غمگین ہونا آخر یہ کیا چیز تھی؟ یہ خاموش مبلغ جنہوں نے کبھی کسی جلسے میں خطاب نہیں کیا، کبھی پند و نصیحت کی محفلیں نہیں جمائیں اِس کے باوجود اُن کا یہ خاموش پیغام کس طرح لوگوں کے دِلوں کے اَندر جاہ گزیں ہوا، حضرتؒ نے اپنے احساسات کو کس طرح لوگوں کے دِلوں کی گہرائی تک پہنچایا۔ یقینًا یہ اللہ کی دَین تھی اللہ نے آپ کے اَندر جو صلاحیت پیدا کی یہ اُسی کا اَثر تھا اَور آج دُنیا جو غم میں ڈوبی ہوئی نظر آرہی

ہے یہ حضرتؒ کا اِخلاص تھا جو آپ نے اپنے نصب العین، اپنے مشن اَور کاز کے ساتھ ثابت کر کے دِکھا دیا اَور حضرتؒ نے کس کس طرح لوگوں کو کھینچ کھینچ کر اپنے رب کے ساتھ ملایا اپنے رب کے ساتھ مخلوق کا رشتہ جوڑنے میں حضرتؒ کا کتنا عظیم کردار ہے جو آج ہر شخص اپنی آنکھ سے دیکھ سکتا ہے۔

میرے محترم دوستو! ہمارا عقیدہ اَور ایمان ہے کہ دُنیا میں جو بھی آیا جانے کے لیے آیا ہمیشہ ہمیشہ یہاں رہنے کے لیے کوئی نہیں آیا۔ کتنے کتنے عظیم لوگ دُنیا میں آتے رہے اَور جاتے رہے اَور اَکابر کی ساری زندگی کی تعلیم و تربیت جو اُنہوں نے ہمیں دی ہے آج اُس پر ہماری نظر نہیں رہی کہ اُنہوں نے ہمیں کیا سمجھایا۔ اللہ رب العزت نے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی جماعت کو جو تعلیم دی وہ ہم سب کے لیے تعلیم ہے اَور ہمارے اَکابر نے بھی ہمیں وہی تعلیم دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ اَور تمام اَنبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی اُمتوں کے ساتھ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے نہیں رہے، موت کا یہ پردہ بہرحال درمیان میں حائل ہو گیا اَور ایک جدائی درمیان میں آئی، اگر ہم اپنے اَکابر کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں اَور اُن کی عقیدت کو زندہ رکھنا چاہتے ہیں تو پھر جس نصب العین کے ساتھ حضرت رحمہ اللہ وابستہ تھے تو ہم بھی اُسی نصب العین کے ساتھ وابستہ رہیں۔

اَب اگلی بات یہ ہے کہ ہم حضرت رحمہ اللہ کی رُوح کا تصور کریں کہ حضرتؒ ہمارے اُوپر بہت بڑا بوجھ چھوڑ گئے ہیں کہ جس چیز پر اُنہوں نے ہمیں کھڑا کیا ہے یہ ہمارا اِمتحان ہے کہ ہم اُس چیز پر قائم رہتے ہیں یا نہیں؟ اَب ہماری یہ ذمّہ داری ہے کہ ہم اِس سلسلہ کو آگے چلائیں اِس کو قائم رکھیں جب بھی اِس قسم کے اَکابر دُنیا سے جاتے ہیں تو پھر پوری جماعت میں یہ فکر دامن گیر ہو جاتی ہے کہ اُن کا جانشین کون ہوگا، اِس کام کو کون سنبھالے گا، اِس نظم کو کون سنبھالے گا؟ وَاِذِ ابْتَلٰی اِبْرَاهِيْمَ رَبُّهٗ بِكَلِمَاتٍ فَاَتَمَّهُنَّ قَالَ اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ .

قرآنِ کریم کی اِس آیت میں ایک زرّیں اُصول بیان کیا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کا امتحان لیا اَور وہ اُس امتحان میں پورے اُترے تو اللہ تعالیٰ نے اُن کو عظیم الشان مرتبۂ امامت عنایت فرمایا اور فرمایا اِنِّیْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا تو ابراہیم علیہ السلام نے بتقاضۂ بشریت فرمایا وَمِنْ ذُرِّيَّتِیْ تو جواب میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا لَا يَنَالُ عَهْدِی الظّٰلِمِيْنَ نااہل ہمارے عہد کے قریب بھی نہیں آسکتے۔ ہمارے اَکابر نے اپنی زندگی میں اِسی اُصول پر عمل کیا محض خاندانی خلافت پر عمل نہیں کیا اگر صلاحیت

اَور اہلیت ہے تو ٹھیک ہے ورنہ نہیں۔ اَور آج ہمیں خوشی ہے اَور ہمیں فخر ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت رحمہ اللہ کو اَولاد دی الحمد للہ باصلاحیت دی اَور ہم یہ دُعاء کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اِس خانقاہ کے فیض کو اِسی خاندان میں جاری وساری رکھے، ہم اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں گے اَور ہمیں خوشی ہوگی۔

ہمارے صاحبزادہ عزیز احمد صاحب، صاحبزادہ خلیل احمد صاحب، صاحبزادہ رشید احمد صاحب، صاحبزادہ سعید احمد صاحب، صاحبزادہ نجیب احمد صاحب اَور جہاں تک میرا ذاتی تعلق ہے وہ یہ ہے کہ ایک باپ کو اپنی اَولاد کے لیے جو فکر دامن گیر ہوتی ہے میں نے وہی فکرمندی اپنے اَندر پائی ہے اَور میں خود کو اِس خاندان کا ایک فرد تصور کرتا ہوں۔ میرے پاس کسی نے موبائل پر میسج بھیجا کہ آپ دُوسری مرتبہ یتیم ہوگئے ہیں اُس نے یہ ٹھیک سمجھا اَور مجھے یہ تعلق میرے والدِ محترم رحمہ اللہ کی طرف سے منتقل ہوا۔ ہم جس محاذ پر کام کررہے ہیں یہ طوفانوں کا میدان ہے میں ہرجگہ یہ گواہی دُوں گا کہ جب بھی ہماری طرف کوئی طوفان آنے لگا تو حضرت رحمہ اللہ اُس طوفان کے سامنے پہاڑ تھے تو پھر ہم کیوں نہ کہیں کہ ہم نے اِتنی بڑی متاع کھودی ہے وہ میرے لیے اِتنی بڑی متاع تھے میں اِتنی بڑی متاع سے محروم ہوا ہوں لیکن بہرحال ہمارے صاحبزادگان کو اللہ تعالیٰ سلامت رکھے اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت کو ایسی طاقت دی تھی کہ حضرتؒ نے اِس صحراء میں جو دُنیا کی محبت اَور فریفتگی جمع کررکھی ہے اُس کی نظیر ملنا مشکل ہے۔ بہرحال اَب یہ آپ کا امتحان ہے اَور آپ کے رویوں پر دارمدار ہے کہ یہ حضرت خوب سے خوب حالت پر برقرار رہیں پہلے اپنے گھر میں بھائیوں میں اَور خاندان کے لوگ ایک دُوسرے کا سہارا بنیں ایک دُوسرے سے محبت کا تعلق قائم رکھیں پورے ماحول کو سنبھالیں۔

کل میں ایک کتاب کا مطالعہ کررہا تھا جس میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا اَثر منقول تھا حدیث تو لمبی ہے اُس کا ایک ٹکڑا ہے اُس نے مجھے بہت متاثر کیا، فرمایا مَا تَکْرَھُوْنَ فِی الْجَمَاعَةِ خَیْرٌ لَّکُمْ مِمَّا تُحِبُّوْنَ فِی الْفُرْقَةِ جماعت کے اَندر کوئی ناپسندیدہ چیز اکیلے ہونے کی حالت میں پسندیدہ چیز سے بہتر ہوتی ہے یعنی ساری خیر جماعت کے ساتھ وابستہ رہنے کی صورت میں ہی ہے۔

میں آج جب جمعہ کی نماز میں حاضر ہوا تو مجھے بتایا گیا کہ حضرتؒ کے خلفاء کے مشورہ سے خصوصًا حضرتؒ کے بڑے خلیفہ حاجی عبدالرشید صاحب جو حضرتؒ کے ہم عصر بھی ہیں اَور حضرتؒ کے شانہ بشانہ بھی

رہے ہیں اَور حضرت ؒ کے دوست بھی ہیں اَور انتہائی قریبی خلفاء میں سے ہیں اَور میں جب اُن کو دیکھتا تھا تو مجھے خیال ہوتا تھا کہ وہ حضرت ؒ کے مزاج کو خوب سمجھتے ہیں حضرت ؒ خود خاموش رہتے تھے اَور اگر کسی کو نصیحت کرنی ہوتی تو حاجی صاحب نصیحت کرتے تھے اَور اگر کسی کو ڈانٹنا ہوتا تو بھی یہی ڈانٹتے تھے اَور یہ سب ہماری خوش قسمتی ہے اِس وقت اِس ماحول میں ہمارے پاس ایک ایسے رہنما موجود ہیں جو حضرت ؒ کے مزاج کو بھی جانتے ہیں خاندان کو بھی جانتے ہیں اَور گھر کے ماحول کو بھی جانتے ہیں اَندر کی اچھی بھلی صورتِ حال کو بھی جانتے ہیں اَور سب کاموں سے بڑھ کر اِس بات پر مجھے خوشی ہوئی ہے کہ خانقاہ کی ذمّہ داری اَور حضرت ؒ کی خلافت کے لیے اَور حضرت ؒ کے اِس سلسلے کو آگے بڑھانے کے لیے حضرات کی مشاورت کے ساتھ صاحبزادہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب کو منتخب کیا ہے۔

نعرۂ تکبیر .... اَللّٰہُ اَکْبَرُ

اَور ختمِ نبوت کا کام اَور خانقاہِ سراجیہ ڈھاکہ بنگلہ دیش اَور اِنگلینڈ وغیرہ بیرون ممالک سے متعلقہ معاملات صاحبزادہ عزیز احمد صاحب کے سپرد کردیے گئے ہیں کہ وہ اِن تمام معاملات کو آگے بڑھائیں گے۔ میں نے یہ پہلے عرض کیا کہ تمام معاملات کا فیصلہ اللہ ہی کی طرف سے ہوتا ہے پہلے حضرت صاحب رحمہ اللہ اِن کاموں کو بخوبی اَنجام دیتے رہے اَور آج اِتفاقِ رائے اَور دُعاء کے ساتھ اِس معاملے کو طے کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہمارے بھائی خلیل احمد صاحب کو اِس پر استقامت نصیب فرمائے اَور خلافت کے بعد اِس کام کو آسان فرمائے اَور ہمیشہ کے لیے مرجعِ خلائق بنائے اَور یہ تب ہی ہوسکتا ہے کہ گھر کے اَندر سے گرم ہوائیں باہر نہ جائیں گھر سے ٹھنڈی ہوائیں باہر جائیں محبت کی ہوائیں چلیں اِتحاد کی ہوائیں چلیں اَور اللہ تعالیٰ اِن سب کو آباد رکھیں اَور قائم و دائم رکھیں اَور میرے خیال میں آپ سب کی رائے میرے ساتھ ہوگی۔ سب کی طرف سے تائیدی جواب بلند ہوا اِنْشَاءَ اللّٰہُ ۔ اِس کے بعد حضرت مولانا فضل الرحمٰن صاحب اَور حضرت کے خلیفہ حاجی عبدالرشید صاحب نے اپنے دستِ مبارک سے حضرات کی دستار بندی کرائی۔

قسط : ۳

اِسلام کی اِنسانیت نوازی

﴿ حضرت مولانا مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری، اِنڈیا ﴾

پڑوسیوں کا خیال :

اِسلام ایک فطری اَور اِجتماعی مذہب ہے اِس کی اِنسانیت نواز تعلیمات میں سے ایک اہم تعلیم یہ ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو ایک دُوسرے کے دُکھ درد میں شریک رہ کر زندگی گزارنے کی تاکید کرتا ہے۔ آج کل کے نام نہاد مہذب معاشرے کی طرح نہیں کہ جس میں ہر جگہ اِنفرادیت ہی اِنفرادیت ہے اور ہر اِنسان صرف اپنی غرض کا غلام ہے دُوسرے کی زندگی سے کوئی واسطہ اَور مطلب نہیں، یہ اِنفرادیت پسندی اِنسانیت نہیں بلکہ جانوروں کی سی زندگی ہے جہاں ہر فرد دُوسرے سے مستغنی ہوکر صرف اپنے ہی مفاد کو فوقیت دیتا ہے آج مغربیت زدہ ''پوش کالونیوں'' میں جاکر دیکھنے سے یہ اَلمناک حقیقت سامنے آتی ہے کہ ایک محلّہ میں دو پڑوسی سالوں سے رہتے ہیں مگر ایک کو دُوسرے کی حالت کا کوئی علم نہیں۔ آج حال یہ ہے کہ دُور دراز رہنے والوں سے تو اپنے مفادات کی وجہ سے تعلقات بڑھانے کی فکر کی جاتی ہے لیکن اپنے قریبی پڑوسیوں پر کیا گزر رہی ہے اِس کی کوئی پرواہ نہیں کی جاتی۔ اِسلام اِس طرزِ فکر کا قطعاً مخالف ہے اَور اِس بہیمانہ زندگی کو اِنسانیت کے خلاف تصور کرتا ہے، پڑوسی خواہ کوئی بھی ہو اُس کے ساتھ حسن سلوک کرنا اِسلام کی بنیادی تعلیمات میں داخل ہے۔ پڑوسی تین طرح کے ہوسکتے ہیں :

(۱) وہ پڑوسی جو رشتہ دار ہو اَور مسلمان ہو: اِس کے تین حق ہیں، اَوّل اِسلام کا، دُوسرے رشتے داری کا، تیسرے پڑوس کا۔

(۲) وہ پڑوسی جو اَجنبی ہو مگر مسلمان ہو: اِس کے دو حق ہیں۔ اَوّل مسلمان ہونے کا، دُوسرے پڑوسی ہونے کا۔

(۳) وہ پڑوسی جو اَجنبی ہو اور غیر مسلم ہو : اِس کا ایک ہی حق ہے یعنی پڑوسی ہونے کا۔

تو معلوم ہوا کہ پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے میں یہ نہیں دیکھا جائے گا کہ وہ ہمارا رشتہ دار

بھی ہے یا نہیں؟ یا وہ مسلمان بھی ہے یا نہیں؟ بلکہ پڑوس ہونے کے اعتبار سے اُن کے ساتھ یکساں طور پر حسنِ سلوک کی تعلیم دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے بہت سی ہدایات فرمائی ہیں جن میں سے بعض کا ترجمہ ذیل میں درج ہے :

(۱) حضرت ابوشریح خزاعی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ جو شخص اللہ اور آخرت کے دِن پر یقین رکھتا ہو اُسے اپنے پڑوسیوں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہیے۔ (مسلم شریف ۱/ ۵۰)

(۲) حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ اللہ کے نزدیک ساتھیوں میں سب سے اچھا ساتھی وہ ہے جو اپنے ساتھی کی نظر میں اچھا ہو اَور پڑوسیوں میں اللہ کی نظر میں سب سے اچھا آدمی وہ ہے جو اپنے پڑوسی کی نظر میں اچھا ہو۔ (رواہ الترمذی، الترغیب والترہیب ۳/ ۲۴۵)

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ وحضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام برابر مجھ کو پڑوسی کے ساتھ حسنِ سلوک کی تاکید فرماتے رہے حتی کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اِس کو وراثت میں بھی شریک کرنے کا حکم دے دیں گے۔ (بخاری ۲/ ۸۸۹، مسلم ۲/ ۳۲۹)

(۴) حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ پڑوسی کا حق کیا ہے؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر وہ تم سے قرض مانگے تو تم اُسے قرض دے دو، اگر وہ تم سے مدد طلب کرے تو تم اُس کی مدد کرو، اَور اگر وہ محتاج ہو تو اُس کی اعانت کرو، اور اگر وہ مریض ہو تو اُس کی عیادت کرو، اور ایک روایت میں ہے کہ اگر اُسے کوئی خوشی کی بات میسر ہو تو اُسے مبارکباد دو، اور اگر اُس پر کوئی مصیبت آپڑے تو اُسے تسلی دو، اور جب وہ وفات پا جائے تو اُس کے جنازہ میں شرکت کرو، اَور اُس کی اجازت کے بغیر اِتنی اُونچی عمارت نہ بناؤ جس سے اُس کی ہوا رُک جائے، اور اپنے کھانے کی خوشبو سے اُسے اَذیت مت دو اِلا یہ کہ پکا کر کچھ اُس کے یہاں بھی بھیج دو۔ (الترغیب والترہیب ۳/ ۲۴۳)

(۵) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ وہ شخص (کامل) مومن نہیں ہے جو خود پیٹ بھر کر رہے اَور اُس کے قریب میں اُس کا پڑوسی بھوکا ہو۔

(۶) حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے اِرشاد فرمایا کہ حضرت اَسماء بنت یزید بن سکنؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : دجال دُنیا میں چالیس سال تک رہے گا، (باقی صفحہ ۵۸)

ایک اَور مرزا غلام اَحمد قادیانی!

﴿ حضرت مولانا اللہ وسایا صاحب ﴾

اَنگریز کے عہدِ اقتدار میں قادیان تحصیل بٹالہ ضلع گورداسپور موجودہ بھارتی پنجاب میں ۱۸۴۰ء میں ایک شخص پیدا ہوا جس کا نام ''مرزا غلام احمد قادیانی'' تھا۔ بڑے ہو کر اُس نے انگریز کی حمایت میں کتابیں تصنیف کیں جن سے پچاس اَلماریاں بھر سکتی تھیں۔ پچاس گھوڑے اِس کے باپ نے انگریز فوج کو گفٹ میں دیے، پچاس سوار بھی ساتھ تھے۔ گویا مرزا غلام احمد قادیانی جدی پُشتی طور پر انگریز کا زلہ خوار اَور نمک پروردہ تھا۔ اِس نے انگریزی حکومت کی اطاعت کو اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی طرح فرض قرار دیا، خود کو انگریز کا ''خود کاشتہ پودا'' قرار دیا، ملکہ وکٹوریہ کے وجود کو زمین کا نور قرار دیا اَور خود کو آسمانی نور قرار دیا۔ اِسی مرزا غلام احمد قادیانی نے نبوت کا جھوٹا دعوی کیا۔ تمام مسلمانوں کو جو مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانتے اُنہیں کافر قرار دیا۔

مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی بیوی کو اُم المؤمنین کہا۔ اپنے خاندان کو اہلِ بیت اَور اپنی اَولاد کو پنجتن قرار دیا۔ دُنیا بھر کے مسلمانوں کو مرزا غلام احمد قادیانی نے کنجریوں کی اَولاد، اپنے مخالفین کو ولد الحرام کہا۔ غرض مرزا قادیانی ایک اَیسا ملعون شخص تھا جو خالصتاً انگریزی حکومت کے مفادات کے لیے اُمتِ مسلمہ کی وحدت کو عمر بھر پارہ پارہ کرتا رہا۔ مارِ آستین بن کر اُس نے اُمتِ مسلمہ کے زخمی وجود پر اپنے زہر بھرے ایسے ایسے ڈنگ مارے کہ جس سے اُمتِ مسلمہ نیم جان ہوگئی۔ اِس ملعون مرزا قادیانی نے اپنے ایک مخالف مولانا ثناء اللہ امرتسریؒ اَور اپنے ایک سابقہ (نام نہاد) صحابی ڈاکٹر عبدالحکیم خان کو چیلنج دیا کہ سچے کی زندگی میں جھوٹا مرجائے گا۔ خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ اپنے کذب میں مرزا قادیانی سچا نکلا کہ اپنے دونوں مخالفوں کی زندگی میں خود مر کر اپنے کذب پر مہر لگا گیا۔

مرزا قادیانی کی موت اِس کے اپنے خسر نواب میر ناصر کی تحریر کے مطابق وبائی ہیضہ سے ہوئی۔ چنانچہ مرزا قادیانی کی دُوسری بیوی نصرت جہاں نے اپنے بیٹے بشیر احمد کو کہا کہ تمہارے ابو کو کھانا کھاتے وقت قے آئی پھر دست آیا۔ پھر قے و دستوں کے دَورے شروع ہوئے تو ایسی حالت میں قضائے حاجت کر کے

اُٹھے تھے کہ نیچے گر گئے، اِس حالت میں مرزا قادیانی مرا۔ مرا لاہور میں، دفن ہوا قادیان میں۔ یہ سینئر قادیانی کا مختصر تعارف تھا۔

اَب حال ہی میں ایک اَور جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی نے خروج کیا ہے۔ یہ سینئر مرزا غلام احمد قادیانی کا پڑپوتا ہے۔ اِس کا نام بھی جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔ ۲۸ رمئی ۲۰۱۰ء کو لاہور میں قادیانی مراکز پر حملہ ہوا جسے خود حکومتی حلقوں نے دہشت گردی قرار دیا، ملزم گرفتار بھی ہوئے، اِن سے باز پرس جاری ہے۔ خدا کرے حکومت ملزمان سے حاصل کردہ معلومات کی روشنی میں سازش کو بے نقاب کرے تا کہ دُودھ کا دُودھ اَور پانی کا پانی ہو جائے۔

امتناعِ قادیانیت آرڈیننس، تحفظ ناموسِ رسالت قانون کو ختم کرنے کے لیے قادیانی لابی مدت سے لابنگ کر رہی ہے۔ بعض مقامات پر خود ساختہ مظلومیت کے نام پر اِس نے یورپی ممالک سے سیاسی پناہ کے نام پر وِیزے بھی حاصل کیے۔ اَب قادیانی جماعت نے نام نہاد مظلومیت کے نام پر اپنے کاروبار کو مندے میں مبتلا ہوتے دیکھا تو اِس وقوعہ کو تخلیق کیا گیا۔ گڑھی شاہو میں جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو پاکستان میں قادیانی جماعت کا ڈائریکٹر بھی ہے، گویا یہ سہ آتشہ ہے :

(۱) قادیانی مغل فیملی کا فرد ہے یعنی مغل بچہ ہے۔

(۲) قادیانی جماعت پاکستان کا ڈائریکٹر ہے۔

(۳) نام بھی خیر سے مرزا غلام احمد قادیانی ہے۔

اُس نے پریس کانفرنس سے خطاب کرتے ہوئے چند نکات اُٹھائے۔ آج کی مجلس میں اُنہیں زیرِ بحث لانا مطلوب ہے۔ جونیئر مرزا غلام احمد قادیانی نے جو سوالات اُٹھائے ہیں وہ یہ ہیں :

سوال نمبر ۱ : ہم قرآن کو آخری کتاب اَور رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی مانتے ہیں اَور قرآن وحدیث پر عمل کو فرض سمجھتے ہیں۔

جواب : مرزا غلام احمد قادیانی کے اِن حوالہ جات پر توجہ فرمائی جائے :

(۱) ''میں اللہ تعالیٰ کی وحی سے جو سنتا ہوں اُسے تمام خطاؤں سے پاک جانتا ہوں، قرآن کی طرح تمام خطاؤں سے میری وحی پاک ہے، یہ میرا ایمان ہے۔'' (نزول المسیح ص ۹۹ ،

خزائن ج۱۸ ص۴۷۷)

(۲) مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے اِلہاموں کے بارے میں لکھا ہے کہ :

''میں خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اِن تمام اِلہامات پر اِسی طرح ایمان لاتا ہوں جیسا کہ قرآن شریف پر اَور خدا کی دُوسری کتابوں پر اَور جس طرح میں قرآن شریف کو یقینی اَور قطعی طور پر خدا کا کلام جانتا ہوں اِسی طرح اِس کلام کو بھی جو میرے پر نازل ہوتا ہے خدا کا کلام یقین کرتا ہوں۔'' (حقیقت الوحی ص۲۱۱ ، خزائن ج۲۲ ص۲۲۰)

(۳) ''سچا خدا وہ ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔'' (دافع البلاء ص۱۱ ، خزائن ج۱۸ ص۲۳۱)

(۴) ''ہمارا (مرزا قادیانی کا) دعوی ہے کہ ہم نبی اَور رسول ہیں۔'' (ملفوظات ج۱۰ ص۱۲۷)

(۵) ''خدا تعالیٰ کی قسم کھا کر بیان کرتے ہیں کہ میرے اِس دعوے کی حدیث بنیاد نہیں بلکہ قرآن اَور وحی ہے جو میرے پر نازل ہوئی۔ ہاں تائیدی طور پر ہم وہ حدیثیں بھی پیش کرتے ہیں جو قرآن شریف کے مطابق ہیں اَور میری وحی کے معارض نہیں اَور دُوسری حدیثوں کو ہم ردی کی طرح پھینک دیتے ہیں۔'' (اعجاز احمدی ص۳۰ ، خزائن ج۱۹ ص۱۴۰)

اِن حوالہ جات کو بار بار پڑھیں کہ جو شخص رحمتِ دو عالم ﷺ کے بعد اپنے لیے وحی ِنبوت کے اجراء کا مدعی ہو، اپنی وحی کو قرآن مجید کے ہم پلہ قرار دے، اپنے نبی و رسول ہونے کا مدعی ہو، اِس کے ماننے والے کہیں کہ ہم قرآنِ مجید کو آخری کتاب اَور رسول اللہ ﷺ کو آخری نبی سمجھتے ہیں۔ اِس قسم کا دعوی سوائے اُمتِ مسلمہ کو دھوکہ دینے کے اَور کیا ہوسکتا ہے؟ جونیئر مرزا قادیانی بھی سینئر مرزا قادیانی کی طرح دجل و تلبیس کی راہ اَپنائے ہوئے ہے۔

سوال۲ : کوئی کسی کو غیر مسلم قرار نہیں دے سکتا۔

جواب : خوب کہی۔ لیکن اِس کا کیا جائے کہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے نہ ماننے والوں کو کافر،

جہنمی اَور غیر مسلم کہا ہے۔ ذیل کے حوالہ جات ملاحظہ ہوں :

(۱) ''ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اَور اُس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں۔'' (حقیقت الوحی ص۱۶۳ ، خزائن ج۲۲ ص۱۶۷)

(۲) ''جو شخص تیری (مرزا قادیانی کی) پیروی نہیں کرے گا اَور تیری (مرزا کی) بیعت میں داخل نہیں ہوگا اَور تیرا مخالف رہے گا وہ خدا اَور رسول کی نافرمانی کرنے والا اَور جہنمی ہے۔'' (تذکرہ طبع۳ ص۳۳۶)

(۳) ''ہر ایک شخص جس نے مرزا غلام احمد قادیانی کو نہیں مانا، چاہے مرزا قادیانی کا نام بھی نہ سنا ہو وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اَور دائرہ اِسلام سے خارج ہے۔''
(آئینہ صداقت ص۳۵ اَز مرزا محمود)

اِن حوالہ جات کو بار بار پڑھا جائے تو یہ بات روزِ روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا قادیانی اپنے نہ ماننے والوں کو کافر بلکہ پکا کافر اَور جہنمی قرار دیتا ہے۔ ہاں! اگر پاکستان کی پارلیمنٹ، عدالتِ عظمی، رابطہ عالم اِسلامی، دارُالافتاء کے مفتیانِ کرام، مرزا قادیانی اَور اُس کے ماننے والوں کو غیر مسلم قرار دیں تو اُن کو یہ حق حاصل نہیں۔

اِس قادیانی ڈائریکٹر سے کوئی پوچھے یہ دوہرا معیار کیوں! گویا قادیانیوں کو حق حاصل ہے کہ وہ پوری اُمتِ محمدیہ کو کافر قرار دیں لیکن اُمتِ محمدیہ، اِسلامی مملکت، اِسلامی عدالت کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ مرزا قادیانی کے پیروکاروں کو خلافِ اِسلام عقائد رکھنے پر اُمتِ محمدیہ کا حصہ نہ سمجھیں اَور اُنہیں غیر مسلم اَقلیت قرار دے دیں۔ اِس فلسفہ سے اگر وہ چاہتے ہیں کہ دُنیا کی آنکھوں میں مٹی ڈال سکیں گے تو یہ اُن کی خام خیالی ہے۔

سوال نمبر۳ : ہمارے خلاف قتل کے فیصلے دینے والے سال میں بڑے بڑے جلسے کرتے ہیں ہمیں اِجازت نہیں دی جاتی۔

جواب : پہلے تو اِس دَجل کا پردہ چاک ہونا چاہیے کہ قادیانیوں کے قتل کے فتوے دیے جاتے ہیں؟ اِس بات میں بھی قادیانی ڈائریکٹر نے معاملہ کو خلط کرنے کی کوشش کی ہے۔ مرتد کی سزا شریعت میں قتل ہے۔ جب اِس مسئلہ کو بیان کیا جاتا ہے تو اِس کا قطعاً یہ مقصد نہیں ہوتا کہ جو مرتد ملے اُسے پبلک قتل کردے جیسے ۳۰۲

کی سزا موت ہے تو کیا پبلک کے ہر آدمی کو اِس سزا کے نافذ کرنے کا حق ہے؟ ہرگز نہیں۔ جب کوئی قانون دان کہتا ہے کہ دفعہ ۳۰۲ کی سزا سزائے موت ہے تو وہ دہشت گردی کی تبلیغ نہیں کر رہا بلکہ تعزیراتِ پاکستان میں موجود قانون کی تشریح کر رہا ہے۔ اِسی طرح کوئی صاحب کہے کہ مرتد کی سزا قتل ہے تو بھی شریعت کی ایک تعزیر کا بیان ہے نہ کہ دہشت گردی کی تبلیغ۔ جیسے قاتل کے خلاف کیس درج ہوتا ہے گواہ بھگتے ہیں عدالت سزا دیتی ہے حکومت عمل کرتی ہے۔ اِسی طرح جہاں اِسلامی حکومت و اِسلامی عدالت ہو وہاں بھی کوئی اِرتداد کا جرم اِختیار کرے تو اُس کے خلاف کیس درج ہوگا گواہ بھگتیں گے پھر اِسلامی عدالت سزا دے گی اَور حکومت عمل کرے گی۔ اِس ایک شرعی مسئلہ کی بحث کو یوں تحریف کر کے اِشتعال انگیز بنا کر خود ساختہ مظلومیت اِختیار کرنا یہ قادیانی دَجل کا شاہکار ہے اَور بس۔

پھر اُن کا یہ کہنا کہ ہمیں جلسہ کی اِجازت نہیں دی جاتی۔ گویا اُنہیں اِجازت دی جائے کہ وہ کھلے بندوں جلسہ عام میں مرزا قادیانی کو نبی و رسول کہیں، اُس کے دیکھنے والوں کو صحابی کہیں، مرزا قادیانی کی بیوی کو اُم المؤمنین کہیں، اپنے مذہب قادیانیت کو اِسلام قرار دیں اَور اِسلام کو کفر قرار دیں، مرزا قادیانی کے ماننے والوں کو مسلمان کہیں اَور محمد عربی ﷺ کی اُمت کو کافر قرار دیں۔ اگر وہ اِس تبلیغ کا حق مانگنا چاہتے ہیں تو حق مانگنے سے پہلے وہ اپنے دماغ کا معائنہ کرالیں تو بہتر ہوگا۔

سوال نمبر۴ : ہم (قادیانی) مسلمان ہیں۔

جواب : اِس کا جواب حکومت کے ذمہ ہے آئین کہتا ہے کہ مرزا قادیانی کے ماننے والے کافر ہیں۔ ایک شخص علی الاعلان آئین سے بغاوت کا اِرتکاب کر کے کہتا ہے کہ ہم قادیانی مسلمان ہیں۔ پہلے یہ خدا اَور اُس کے رسول کے باغی تھے اَب یہ کہہ کر وہ آئینِ پاکستان سے بغاوت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔ قادیانیوں کی اِن ہی اِشتعال انگیزیوں نے ملکِ عزیز کے سکون کو داؤ پر لگا رکھا ہے۔ کیا حکومت اپنی ذمہ داری کو پورا کر کے اِن قادیانیوں کو قانون کا پابند بنائے گی؟

جونیئر مرزا قادیانی کے سوالات کے جوابات جو ہمارے ذمہ تھے وہ آپ نے ملاحظہ کیے۔

اَب اِس ایک حوالہ کو بھی پڑھ لیا جائے۔ مرزا غلام احمد قادیانی کہتا ہے کہ :

''اِسی بناء پر خدا نے بار بار میرا نام نبی اللہ اَور رسول اللہ رکھا۔ مگر بروزی صورت میں میرا

نفس درمیان نہیں ہے بلکہ محمد مصطفی ﷺ ہے۔ اِسی لحاظ سے میرا نام محمد اَور احمد ہوا۔
پس نبوت اَور رسالت کسی دُوسرے کے پاس نہیں گئی، محمد کی چیز محمد کے پاس ہی رہی۔''
(ایک غلطی کا اِزالہ ص۱۲ ، خزائن ج۱۸ ص۲۱۶)

اِس حوالہ میں ظل و بروز کی آڑ میں مرزا قادیانی خود کو محمد قرار دے رہا ہے۔ اگر جعفر زٹلی مرزا محمود کو کہے کہ میں ظلی طور پر غلام احمد ہوں اِس لیے مجھے اپنا باپ تسلیم کر لو تو یہ اِنتہائی کمینی حرکت ہے۔ اور مرزا قادیانی کہے کہ میں ظلی طور پر محمد و اَحمد ہوں، میرا دعوی نبوت کچھ نہیں، میرا نفس درمیان میں نہیں بلکہ میں محمد ہو کر ہی آیا ہوں تو کیا یہ کمینی حرکت نہیں؟ قادیانیت وہ کفر ہے جس کی بنیاد ہی رحمتِ دو عالم ﷺ کی اہانت پر رکھی گئی ہے۔

قادیانیت سے بچنا اَور اُمت کو بچانا ہمارے فرائض میں شامل ہیں۔ لاہور کا سانحہ پاکستان و اِسلام کو بدنام کرنے کی سازش ہے۔ قادیانی ڈائریکٹر کی پریس کانفرنس اسلامیانِ ملک کو خون میں رُلانے اَور آئینِ پاکستان کی بغاوت ہے۔ پس ہمارے نزدیک دونوں قابلِ مذمت ہیں۔

بقیہ : اِسلام کی اِنسانیت نوازی

(اُس وقت) سال ایک مہینے کے برابر ہوگا، مہینہ ہفتے کے برابر ہوگا، ہفتہ دِن کے برابر ہوگا اَور دِن اِتنی دیر کا ہوگا جتنی دیر میں کھجور کی خشک شاخ آگ میں جل جاتی ہے۔ جو شخص اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہو وہ اپنے پڑوسی کو اَذیت نہ دے۔ (بخاری ۲/ ۸۸۹، مسلم ۱/ ۵۰، الترغیب والترہیب ۳/ ۲۳۸)

(۷) حضرت ابوشریح رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ نے تین دفعہ قسم کھا کر فرمایا کہ قسم بخدا وہ شخص مومن نہیں، تو آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ کون یارسول اللہ ﷺ ؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے پڑوسی اُس کی اَذیتوں سے محفوظ نہ ہوں۔ (بخاری ۲/ ۸۸۹، الترغیب والترہیب ۳/ ۲۳۹)

اِن اَحادیث سے اَندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اِسلام نے اِس پہلو پر کتنی توجہ فرمائی ہے، یہ اِسلامی تعلیمات میں اِنسانیت نوازی کا ایک نہایت روشن ورق ہے جس کی طرف سے آج دُنیا برابر غفلت برت رہی ہے۔ (جاری ہے)

گلدستۂ اَحادیث

﴿ حضرت مولانا نعیم الدین صاحب، اُستاذ الحدیث جامعہ مدنیہ لاہور ﴾

دَجال دُنیا میں چالیس دِن ٹھہرے گا :

عَنِ النَّوَّاسِ بْنِ سَمْعَانِ الْکِلَابِیِّ قَالَ ذَکَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ الدَّجَّالَ فَقَالَ اِنْ یَّخْرُجْ وَاَنَافِیْکُمْ فَاَنَاحَجِیْجُہٗ دُوْنَکُمْ، وَاِنْ یَّخْرُجْ وَلَسْتُ فِیْکُمْ فَامْرُءٌ حَجِیْجُ نَفْسِہٖ وَاللّٰہُ خَلِیْفَتِیْ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فَمَنْ اَدْرَکَہٗ مِنْکُمْ فَلْیَقْرَأْ عَلَیْہِ بِفَوَاتِحَ سُوْرَۃِ الْکَھْفِ فَاِنَّھَاجَوَارُکُمْ مِنْ فِتْنَتِہٖ، قُلْنَا وَمَا لُبْثُہٗ فِی الْاَرْضِ قَالَ اَرْبَعُوْنَ یَوْمًا یَوْمٌ کَسَنَۃٍ وَیَوْمٌ کَشَھْرٍ وَیَوْمٌ کَجُمُعَۃٍ وَسَائِرُ اَیَّامِہٖ کَاَیَّامِکُمْ فَقُلْنَا یَارَسُوْلَ اللّٰہِ ھٰذَالْیَوْمُ الَّذِیْ کَسَنَۃٍ اَتَکْفِیْنَا فِیْہِ صَلٰوۃُ یَوْمٍ وَّلَیْلَۃٍ قَالَ لَا اُقْدُرُوْالَہٗ قَدْرَہٗ ثُمَّ یُنَزِّلَ اللّٰہُ عِیْسٰی ابْنَ مَرْیَمَ عَلَیْہِ السَّلَامُ عِنْدَالْمَنَارَۃِ الْبَیْضَاءِ شَرْقِیِّ دِمَشْقَ فَیُدْرِکُہٗ عِنْدَ بَابِ لُدٍّ فَیَقْتُلُہٗ. (ابوداود ج ۲ ص ۲۳۷ ، ترمذی ج ۲ص ۴۸ ، ابن ماجہ ص ۳۰۶ مشکوۃ ص ۴۷۳)

''حضرت نواس بن سمعان کلابی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دِن رسول اکرم ﷺ نے دجال کا تذکرہ کیا، فرمایا: اگر دجال نکلا اَور (بالفرض) میں تمہارے درمیان موجود ہوا تو میں خود اُس سے جھگڑوں گا نہ کہ تم، اَور اگر وہ نکلا اَور میں تم میں نہ ہوا تو پھر تم میں سے ہر شخص اپنی طرف سے خود اُس سے جھگڑنے والا ہوگا اَور میرا وکیل وخلیفہ ہر مسلمان کے لیے اللہ تعالیٰ ہوں گے، تم میں سے جو شخص بھی دجال کو پائے اُسے چاہیے کہ وہ اُس کے سامنے سورۂ کہف کی اِبتدائی آیتیں پڑھے کیونکہ وہ آیتیں تمہیں دجال کے فتنہ سے مامون ومحفوظ رکھیں گی۔ ہم نے عرض کیا کہ دجال کتنے عرصے زمین میں رہے گا؟ آپ

نے فرمایا چالیس دِن (جن میں سے) ایک دِن تو ایک سال کے برابر ہوگا، ایک دِن ایک مہینے کے برابر ہوگا اَور ایک دِن ایک ہفتہ کے برابر ہوگا۔ باقی دِن تمہارے دنوں کے مطابق (یعنی ہمیشہ کے دِنوں کی طرح) ہوں گے۔ ہم نے عرض کیا یارسول اللہ (ﷺ) اُن دِنوں میں سے جو ایک دِن ایک سال کے برابر ہوگا کیا اُس روز ہماری ایک دِن کی نماز کافی ہوگی؟ آپ نے فرمایا نہیں، بلکہ نماز پڑھنے کے لیے اُس دِن کا حساب لگانا ہوگا، پھر اللہ تعالیٰ عیسیٰ ابن مریم کو دمشق کی مشرقی جانب سفید منارہ سے اُتاریں گے اَور وہ دَجال کو بابِ لُد پر پائیں گے اَور وہاں اُسے قتل کر دیں گے۔''

عَنْ اَسْمَآءَ بِنْتِ يَزِيْدَ بْنِ السَّكَنِ قَالَتْ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ يَمْكُثُ الدَّجَّالُ فِي الْاَرْضِ اَرْبَعِيْنَ سَنَةً ، اَلسَّنَةُ كَالشَّهْرِ ، وَالشَّهْرُ كَالْجُمُعَةِ ، وَالْجُمُعَةُ كَالْيَوْمِ ، وَالْيَوْمُ كَاضْطِرَامِ السَّعَفَةِ فِي النَّارِ. (شرح السنة للامام البغویؒ)

حضرت اَسماء بنت یزید بن سکن رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا : دجال دُنیا میں چالیس سال تک رہے گا، (اُس وقت) سال ایک مہینے کے برابر ہوگا، مہینہ ہفتے کے برابر ہوگا، ہفتہ دِن کے برابر ہوگا اَور دِن اِتنی دیر کا ہوگا جتنی دیر میں کھجور کی خشک شاخ آگ میں جل جاتی ہے۔

بقیہ : تربیتِ اَولاد

اِسی طرح ماماؤں (نوکرانیوں) کو بھی نماز کی تاکید کرنی چاہیے چونکہ وہ تمہاری ماتحت ہیں اگر تم اُن کو دھمکاؤ گی ضرور اَثر ہوگا اَور اِس میں سُستی کرنے سے تم سے بھی مواخذہ ہوگا کہ تم نے قدرت کے ہوتے ہوئے کیوں سُستی کی بلکہ جس نوکرانی کو مقرر کرو اُس سے یہ شرط کرلیا کرو کہ تم کو پانچوں وقت کی نماز پڑھنا ہوگی۔ جس گھر میں ایک شخص بھی بے نمازی ہوتا ہے اُس گھر میں نحوست برستی ہے۔ عورتوں کو اِس طرف بالکل توجہ نہیں۔ (الکمال فی الدین النساء)۔ (جاری ہے)

شب براءت میں ہمیں کیا کرنا چاہیے اور کن کاموں سے بچنا چاہیے

حضورِ انور ﷺ اُم المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں تمہیں معلوم ہے شعبان کی اِس (پندرہویں) شب میں کیا ہوتا ہے؟ اُنہوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے فرمایا اِس رات میں یہ ہوتا ہے کہ اِس سال میں جتنے پیدا ہونے والے ہیں وہ سب لکھ دیے جاتے ہیں اور جتنے اِس سال مرنے والے ہیں وہ سب بھی اِس رات میں لکھ لیے جاتے ہیں اور اِس رات میں سب بندوں کے اعمال (سارے سال کے) اُٹھائے جاتے ہیں اور اِسی رات میں لوگوں کی (مقررہ) روزی اُترتی ہے''۔ (بیہقی)

(۱) اِس رات میں قیام کرنا یعنی نوافل پڑھنا مستحب ہے۔ (۲) اِس رات میں قبرستان جانا اور مُسلمانوں کے لیے ایصالِ ثواب کرنا مستحب ہے۔ (۳) اگلے دن کا روزہ رکھنا مستحب ہے۔

اِس شب میں صلٰوۃ التسبیح پڑھیں، تہجد پڑھیں اور اِس بات کا خاص خیال رکھیں کہ عشاء اور فجر کی نماز ضرور جماعت کے ساتھ ادا کریں ایسا نہ ہو کہ نفلوں میں تو لگے رہیں اور فرائض چھوٹ جائیں۔ حضور علیہ الصلٰوۃ والسلام اکیلے قبرستان گئے تھے، اس لیے اکیلے جائیں اَور صرف مرد جائیں عورتیں نہ جائیں عورتوں کا قبرستان جانا جائز نہیں۔ بہتر ہے کہ شعبان کی ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ تینوں دن کے روزے رکھ لیے جائیں انہیں ''اَیَّامِ بِیْض'' کہتے ہیں اور اِن دنوں میں روزہ رکھنے کا بہت ثواب ہے۔

اِس شب میں آتش بازی ہرگز نہ کی جائے اِس کا سخت گناہ ہے اور یہ ہندوؤں کا کام ہے نہ کہ مسلمانوں کا۔ چراغاں نہ کیا جائے، کیونکہ اوّل تو یہ شریعت سے ثابت نہیں، دُوسرے اِس میں اسراف ہے بہت سے لوگ اِس شب میں بجائے عبادت کے حلوے مانڈے میں مصروف ہو جاتے ہیں شریعت سے اِس شب حلوہ وغیرہ پکانے کا کوئی ثبوت نہیں۔ بہت سے لوگ مسجد میں اکٹھے ہو کر شور و غوغا کرتے ہیں اِس سے بچا جائے اِس کا سخت گناہ ہے۔ بہتر یہ ہے کہ نفلی عبادت خُفیہ کی جائے کہ دُوسرے کو پتہ نہ چلے۔ آنحضرت ﷺ اور صحابہ کرامؓ اِس شب میں اِس طرح مسجد میں اکٹھے نہیں ہوتے تھے سب اپنے گھروں میں ہی عبادت کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو سمجھنے اور عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔ (ماخوذ از فضیلت کی راتیں)

دینی مسائل

﴿ قَسم کھانے کا بیان ﴾

مختلف کاموں کے بارے میں قَسموں کے ضابطے :

(۱) قسموں کا دَارو مدار عرف و رواج پر ہے یعنی جب ہم کوئی لفظ بولتے ہیں تو رواج میں اِس کا جو معنی معروف ہو اُس کا اعتبار ہوتا ہے اگرچہ لُغت میں یا شریعت کی اِصطلاح میں اُس کا اپنا معنی مقابلتًا عام تر ہو مثلاً جب کسی نے قسم کھائی میں سری نہ کھاوں گا تو لُغت میں سری کا لفظ عام ہے جو گائے بکری اُونٹ چڑیا اَور مرغی سب کی سری کو شامل ہے لیکن چونکہ رواج میں کھانے میں بکری یا گائے کی سری معروف ہے اِس لیے قَسم صرف گائے یا بکری کی سری مراد ہوگی، چڑیا اَور مرغی کی سری مراد نہیں ہوگی لہٰذا اگر بکری کی سری کھائے گا تو قَسم ٹوٹے گی اَور اگر چڑیا یا مرغی کی سری کھائے گا تو قَسم نہیں ٹوٹے گی۔

(۲) اَلبتہ بولے گئے لفظ عام کے کسی ایک خاص فرد کی نیت کی ہو تو قَسم میں پھر وہی فرد مراد ہوگا مثلاً سری بول کر مرغی کی سری کی نیت کی ہو تو قَسم میں مرغی کی سری مراد ہوگی اَور مرغی کی سری کھانے سے قَسم ٹوٹے گی بکری کی سری کھانے سے قَسم نہیں ٹوٹے گی۔

(۳) قَسم کے جملہ سے جو غرض رواج میں معروف ہو قَسم میں اُس کا اعتبار صرف اُسی وقت ہوگا جب وہ لفظ کے معروف معنی کے موافق ہو۔ اَور اگر وہ غرض معروف معنی سے مختلف ہو تو اُس کا اعتبار نہیں ہوتا مثلاً کسی نے قَسم کھائی کہ دروازے سے باہر نہ نکلوں گا تو رواج میں اِس سے جو غرض معروف ہے وہ یہ ہے کہ گھر میں رہوں گا اَور کسی بھی طریقے سے باہر نہ نکلوں گا لیکن اگر یہ شخص چھت پر سے پھلانگ جائے تو قَسم نہیں ٹوٹے گی کیونکہ دروازے کا جو اپنا معروف معنی ہے چھت کا مفہوم اِس میں شامل نہیں ہے بلکہ اِس سے مختلف ہے۔

(۴) جب رواج میں کسی لفظ یا جملہ کا معنی مجازی معروف ہو اَور معنی حقیقی رائج نہ ہو تو قسم میں معنی مجازی مراد ہوتا ہے حقیقی معنی نہیں مثلاً قسم کھائی کہ تیرے گھر میں قدم نہ رکھوں گا۔ رواج میں قدم نہ رکھنے کا معنی مجازی یعنی داخل نہ ہونا معروف ہے لہٰذا قَسم میں وہی مراد ہوگا اَور گھر کے باہر کھڑے ہو کر محض ایک قدم اَندر رکھنے سے قَسم نہیں ٹوٹے گی بلکہ کسی طریقے سے اَندر داخل ہونے سے قَسم ٹوٹے گی۔ (جاری ہے)

اَخبار الجامعہ

﴿ جامعہ مدنیہ جدید محمد آباد رائیونڈ روڈ لاہور ﴾

١٧ر جمادی الثانی ١٤٣١/ یکم جون ٢٠١٠ء کو شیخ الحدیث حضرت مولانا سیّد محمود میاں صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور ١٠ر رجب المرجب/٢٣ر جون کو بخیریت واپسی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ حضرت مولانا کے اِس سفر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

٢٥ر جمادی الثانی ١٤٣١ھ/ ٩ر جون ٢٠١٠ء کو حضرت مولانا محمد حسن صاحب عمرہ کی سعادت حاصل کرنے کے لیے تشریف لے گئے اور ١٢ر رجب المرجب/ ٢٥ر جون کو بخیریت واپسی ہوئی۔ اللہ تعالیٰ مولانا کے اِس سفر کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے۔ آمین۔

جامعہ مدنیہ جدید میں جمادی الاخری کے آخری عشرہ میں سالانہ امتحانات منعقد ہوئے۔

١٤ر رجب المرجب ١٤٣١ھ/ ٢٧ر جون ٢٠١٠ء بروز اِتوار جامعہ مدنیہ جدید میں ختمِ بخاری شریف کے موقع پر ایک تقریب کا اِنعقاد ہوا۔ شیخ الحدیث حضرت مولانا سید محمود میاں صاحب مدظلہم نے بخاری شریف کی آخری حدیث پڑھا کر مختصر بیان فرمایا اَور اختتامی دُعاء فرمائی۔

١٤ر رجب المرجب ١٤٣١ھ/ ٢٧ر جون ٢٠١٠ء کو تقریب ختم بخاری کے بعد جامعہ مدنیہ جدید میں سالانہ تعطیلات ہوئیں۔

٢٧ر رجب المرجب ١٤٣١ھ/ ١٠ر جولائی ٢٠١٠ء کو امتحانی مرکز جامعہ مدنیہ جدید میں وفاق المدارس کے سالانہ اِمتحانات ہوں گے جس میں کل 403 طلباء شرکت کریں گے۔

جامعہ مدنیہ جدید و مسجد حامدؒ

کی تعمیر میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیجیے

بانیٔ جامعہ حضرت اقدس مولانا سیّد حامد میاں صاحب رحمہ اللہ نے جامعہ مدنیہ کی وسیع پیمانے پر ترقی کے لیے محمد آباد موضع پاجیاں (رائیونڈ روڈ لاہور نزد چوک تبلیغی جلسہ گاہ) پر برلبِ سڑک جامعہ اور خانقاہ کے لیے تقریباً چوبیس ایکڑ رقبہ ۱۹۸۱ء میں خرید کیا تھا۔ جہاں الحمد للہ تعلیم اور تعمیر دونوں کام بڑے پیمانہ پر جاری ہیں۔ جامعہ اور مسجد کی تکمیل محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور اُس کی طرف سے توفیق عطاء کیے گئے اہلِ خیر حضرات کی دُعاؤں اور تعاون سے ہوگی۔ اِس مبارک کام میں آپ خود بھی خرچ کیجیے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی ترغیب دیجیے۔ ایک اَندازے کے مطابق مسجد میں ایک نمازی کی جگہ پر دس ہزار روپے لاگت آئے گی، حسبِ استطاعت زیادہ سے زیادہ نمازیوں کی جگہ بنوا کر صدقۂ جاریہ کا سامان فرمائیں۔

منجانب

سیّد محمود میاں مہتمم جامعہ مدنیہ جدید و اَراکین اَور خدام خانقاہِ حامدیہ

خطوط، عطیات اور چیک بھیجنے کے پتے

1۔ سیّد محمود میاں ''جامعہ مدنیہ جدید'' محمد آباد 19 کلو میٹر رائیونڈ روڈ لاہور

فون نمبر : 35330310 - 42 - 92+ - 35330311 - 42 - 92+

2۔ سیّد محمود میاں ''بیت الحمد'' نزد جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

فون نمبر : 37726702 - 42 - 92+ فیکس نمبر 37703662 - 42 - 92+

موبائل نمبر 4249301 - 333 - 92+ V فون نمبر : 36152120 - 42 - 92+

جامعہ مدنیہ جدید کا اکاؤنٹ نمبر 0-7915 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)

مسجد حامد کا اکاؤنٹ نمبر 1-1046 مسلم کمرشل بینک کریم پارک برانچ (0954) لاہور (آن لائن)